ذخیرہ صاحبزادہ میاں جمیل احمد شرقپوری نقشبندی مجددی

جو 2001ء میں میاں صاحب نے

پنجاب یونیورسٹی لائبریری کو عطا فرمایا

Marfat.com

732

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# سانسوں کی مالا

ارشادات

حضور مُرشدِ پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شہیدِ بحرِ وفا
ریحان القلوب، لسان التصوّف، قطب الاقطاب، الحاج

## حضرت خواجہ شاہ مُحمّد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

پبلشرز:
حلقہ چشتیہ صابریہ عارفیہ
ملنے کا پتہ:
۶۷-۶۸ اوورسیز ہاؤسنگ سوسائٹی،
بلاک ۷/۸ - کراچی

Marfat.com

نام کتاب ——— سانسوں کی مالا

ترتیب و پیشکش — حلقۂ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

ناشر ——— حلقۂ چشتیہ صابریہ عارفیہ، کراچی

| اشاعت | تاریخ | تعداد |
|---|---|---|
| اوّل | | ۲۰۰۰ |


81155

e.mail:arfeen@cyber.net.pk

Marfat.com

# فہرست


1 - مناجات ―――― 7

2 - اظہارِ تشکر ―――― 9

3 - گذارش ―――― 10

4 - پی کہاں ―――― 11

5 - مُحبّت ―――― 27

6 - عرفانِ مُحبّت ―――― 42

7 - حسین وہی ہے جسے ندامت کے آنسوؤں کا حُسن مِل جائے 80


Marfat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

## مزار مبارک

[illegible] سلسلہ عالیہ شیخ طریقت الحاج حضرت قبلہ خواجہ شاہ محمد عارف قادری چشتی صابری نظامی [illegible]

جانشین قطب الاقطاب حضرت خواجہ شاہ انعام الرحمان رحمۃ اللہ علیہ قادری چشتی صابری قدوسی

# قطعۂ تاریخ وفات

عارف سرِّ الٰہی قطب عالی مرتبت — لولوئے لالائے از دریائے رحمٰن و خدا
فکرِ تاریخِ وصالش شد نیازی چوں مرا — ہاتفِ غیبی بگفتا غین و شین و صاد و با

۱۳۹۲ ہجری

## گلہائے عقیدت

سایۂ خلق و مروت ہیں حضور — آیۂ مہر و محبت ہیں حضور
پیشوائے سالکانِ عاشقی — قدوۂ اہلِ طریقت ہیں حضور
دم بدم سوز و گدازِ ذکر و فکر — کشتۂ عشقِ رسالت ہیں حضور
آپؒ ہیں ابنِ شہنشاہِ غزنؒ — سلسلہ وارِ ولایت ہیں حضور
مستیٔ سرحلقۂ صاحب دلاں — کیفِ عرفانِ حقیقت ہیں حضور
پتھروں کو موم اکثر کر دیا — رمز آگاہِ کرامت ہیں حضور
آپ رحمۃ اللہ علیہ کا دیدار دل کی زندگی — پیکرِ حسن و لطافت ہیں حضور
ہیں سخی ابنِ سخی — مخزنِ جود و سخاوت ہیں حضور
بھائی افضلؒ بھی ہیں پرتو آپؒ کا — مرکزِ رشد و ہدایت ہیں حضور

آپ رحمۃ اللہ علیہ کا صادق نیازی پر کرم
سربسر لطف و عنایت ہیں حضور

۶ ذی الحجہ ۱۳۹۲ھ — ۱۲ جنوری ۱۹۷۳ء جمعۃ المبارک

Marfat.com

حضور مُرشدِ پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شہیدِ بحرِ وفا
ریحان القلوب، لِسان التصوّف، قطب الاقطاب، الحاج

# حضرت خواجہ شاہ مُحمّد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

Marfat.com

Marfat.com

# مناجات

اے اللہ کریم ! ہم گناہ گار و خطا کار ہیں۔ ہمیشہ تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور مشکل سے مشکل گھڑی میں تجھے ہم نے پُکارا، تُو نے ہماری پُکار اپنی رحیمی و کریمی کے صدقے میں اور وسیلۂ جلیلہ' اپنے پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا قبول فرما کر ہمیں ہمیشہ اپنی رحمت سے نوازا اور اس مشکل سے نجات دی۔ تُو کریم المعروف ہے، قدیم الاحسان ہے، حنّان و منّان و دیّان ہے، ذوالجلال والاکرام ہے اور عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ اور کُنْ فَیَکُوْن کی طاقت رکھتا ہے۔

تیری اس عاجز بندی نے مُحبّت کے پیاسوں کیلئے حضور مُرشدِ پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شہیدِ بحرِ وفا، ریحان القلوب لِسان التصوّف، قطب الاقطاب، الحاج حضرت خواجہ شاہ مُحمّد عارف قادری، چشتی (صابری، نظامی) رحمتہ اللہ علیہ کے مُحبت کے مضمون پر چند ارشادات کو "سانسوں کی مالا" کے عنوان سے یکجا کر کے بطور نذرانۂ عقیدت ایک جلد میں پیش کرنے کی حقیر کوشش کی ہے اور اب یہ تیری بارگاہِ عالیہ میں نذر ہے۔ اسے شرفِ قبولیت عطا فرما۔ امیدوار ہوں تو مایوس نہیں فرمائے گا۔ کاش یہ تیری اور تیرے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خوشنودی کا باعث بنے۔ آمین !



Marfat.com

جو جو میری خامیاں ہیں، اُن کو درگزر فرما۔ میرے پاس کوئی عذر نہیں۔ صرف معافی کی طلبگار ہوں۔

اس کے پڑھنے والے کی حاجتیں اور مُرادیں پوری فرما۔ اُن کو دین کی بھلائی عطا فرما۔ اُن کو اپنی اور حضور صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اور پنجتن پاکؑ کی محبّت عطا فرما۔ یا اللہ! جو شخص بھی حاجتمند ہے وہ اس کو پڑھنے تک ہی اپنے آپ کو محدود نہ کرلے بلکہ اس میں ایسا ذوق وشوق عطا فرما کہ وہ دین کے کسی عالمِ حق کے سامنے زانوئے ادب تہہ کر کے کلام پاک کے معانی اور تفسیر غور سے پڑھے۔ اس کے بعد اس کو توفیق عطا فرما کہ وہ تیری اور تیرے رسول صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم کی اطاعت کرے تیری دی ہوئی توفیق سے۔ محض اس نیّت سے کہ تُو اور تیرے حبیبِ پاک (صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم) اُس سے راضی ہو جائیں۔

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی



Marfat.com

# اظہارِ تشکّر

میں اپنی اُن دینی بہنوں اور بھائیوں کی ممنون ہوں ،
جنھوں نے دامے ، درمے ، سُخنے اس کام میں میری مدد کی۔
اے اللہ ! اُن سب پر اپنے فضل وکرم کی بارش فرما اور انہیں
ہر بلائے ناگہانی، آفت ،مصیبت ، پریشانی ، بدنامی ، بے عزتی ،
مفلسی ، محتاجی ، بیماری ، قرض داری، رُجعتِ دین ، ذکر وفکر
اور نماز سے غفلت ، سے محفوظ فرما اور انہیں اس معاونت کا
اجرِ عظیم عطا فرما ! آمین

دُعاگو اور دُعاجو

رابعہ ثانی



Marfat.com

# گزارش

اس تالیف میں اگر کہیں زیر، زبر یا کتابت کی کوئی
غلطی نظر آئے تو اُسے ازراہِ کرم اپنے قلم سے خود درست کر
لیجئے گا۔ آپ کی بڑی نوازش ہوگی ۔

دُعاگو اور دُعاجو
رابعہ ثانی



Marfat.com

ارشادات

حضور مرشد پاک، صابر ثانی، عارف لاثانی، شہید بحر وفا
ریحان القلوب، لسان التصوف، قطب الاقطاب، الحاج

# حضرت خواجہ شاہ محمد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

# پی کہاں

نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِهِ الْکَرِیْم نَحْمَدُهٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِهِ الْکَرِیْم
بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

اے عزیز!

آج خصوصی گھڑی ہے کہ دو چار محبت کے آثارِ قدیمہ ایک جگہ جمع ہو گئے ہیں۔ مجھے آج بھی وہ گھڑیاں یاد آتی ہیں جب کبھی میں محبت کا تار چھیڑا کرتا تھا اور لوگ مستِ وجد ہو کر مجھے شمع جان کر پروانے کی طرح طواف کیا کرتے تھے۔

وقت گزرتا گیا، گھڑیاں بیتتی چلی گئیں۔ نہ جانے زمانہ کہاں سے کہاں چلا گیا۔ اب تو صرف اتنا ہی کہہ سکتا ہوں کہ کل تک دو



Marfat.com

چار صُو رنیں، جو پروالوں کی مانند تھیں، وہ آج محبت کے آثارِ قدیمہ بن کر آتی ہیں، یہ بھی ایک غنیمت ہے۔

آثار کسی بات کی یاد دہانی کراتے رہتے ہیں اور جس راہ پر کسی کے نقشِ کفِ پا ہوتے ہیں، مسافر کو منزل بہ منزل، یا منزل کی یاد دلاتے رہتے ہیں۔

کیا بتاؤں جب پہلی نظر میں نے دیکھا اور میرے شعور نے پہچاننے کی کوشش کی، تو نوری عقل اور عقل کے درمیان ایک فاصلہ ہوا، ہم دو ذاتیں معاملے کے میدان میں کھڑی ہو گئیں۔

بس وقت کی رفتار کچھ ایسی تھی کہ معاملہ جو تھا، بس! کیا پوچھتے ہو، دوستی میں بدلتا چلا گیا۔

آہ! جانے اہلِ شعور دوست کس کو کہتے ہیں؟

لیکن میری دُنیا لغت کی پابند نہیں ہے۔ وہاں احساسات کی حکمرانی ہے اور مشاہدات پر یقین کا دارومدار ہے اور فنا میں بقا ہے۔ راہ گو پُرخار ہے لیکن وہ بڑی چیز ہے اور اہلِ شعور کی نظر میں قدر اس چیز کی ہے جو گلوں سے پُر ہے۔ اور دوست! ذرا سمجھنے کی بات ہے کہ پُرخار ہونے ہوئے گلوں سے زیادہ حسین کیوں ہے، گُل کی مسکراہٹ پر فرحت نامہ ہوتی ہے اور جس راہ میں غفلت کے سامان ہوا کرتے ہیں، مُسافر منزل سے ہمکنار نہیں ہوا کرتے اور جس راہ پر



Marfat.com

خار ہوتے ہیں، وہاں مسافر غافل نہیں ہوا کرتے۔
اور خار کی چبھن اُس کو اپنی رفتار تیز کرنے پر مجبور کر دیتی ہے۔
اور میرے نزدیک وہ راہ حسین ہے جو راہ مسافر کو بیدار کرتی ہے۔
اُس راہ کو اُس راہ پر تقدم حاصل ہے جو مسافر کو اس کی منزل تک پہنچا دے۔

دوستی نام ہے ایک دوسرے کو فاصلے سے پہچاننے کا جب تک تیرے اور میرے درمیان فاصلہ تھا اور فاصلے پر کھڑے ہو کر ہم نے ایک دوسرے کو پہچاننے کی کوشش کی، تو اہلِ لغت نے ہمارا نام دوست رکھ لیا۔

اور جُوں جُوں فاصلہ مٹتا چلا گیا۔ اور یاد رکھ فاصلے یوں مٹا نہیں کرتے۔ جو فاصلہ زمین پر قائم ہوتا ہے، اس کو قدم مٹاتے ہیں اور جو فاصلہ دو ذاتوں میں ہوتا ہے اس کو دل مٹاتے ہیں اور دل اس طرح مٹاتے ہیں کہ یا تو وہ ایک دوسرے میں جذب ہونے کی کوشش کرتے ہیں، یا ایک ذات دوسری ذات میں حلول کرنا شروع کر دیتی ہے اور جب تک حلول نہیں ہوتا، وہ مقامِ دوستی ہے۔ اور جب کوئی حل ہو جاتا ہے اور حل ہونے کے بعد رُوح میں بسیرا کر لیتا ہے تو شاید اُسی کو دوستی کہتے ہیں۔ اور یہ بھی ایک فریبِ فراست ہے جو کہ وہ دُور جان کر پی کو آوازیں دیتا ہے۔



Marfat.com

شاید یہ ہے کہ وہ اس پرانے پرانے پی کو سامنے رکھتے ہوئے بولتا ہے۔ کہ جب سے وہ ایک دوسرے کے سامنے آئے تھے، تو فاصلہ تھا۔ لیکن جوں جوں ساتھ ساتھ چلتے گئے' وہ (فاصلہ) مٹتا چلا گیا۔

یہ یاد رکھ ! زمین کی راہوں کا فاصلہ اگر مٹتا ہے وہ نظر آتا ہے' اور جب دلوں کا فاصلہ مٹتا ہے یہ نظر نہیں آیا کرتا۔

اور جب فاصلہ مٹ جاتا ہے' تو احساس ہوتا ہے، اور احساس عین میں نہیں، احساس عین میں نہیں۔ تو پھر فاصلے کا مٹنا عین میں کس طرح ہو جاتا ہے ؟ یہ ہے کہ جب فاصلہ مٹ جاتا ہے تو خودی کو گمانِ یار ہوتا ہے۔ جہاں گمانِ یار ہوا وہاں فاصلہ مٹ گیا۔

اور جب گمانِ یار میں بھی بے نیاز ہوا تو وہ فنا ہو گیا اور جب فنا ہو گیا تو یاد رکھ ہر فنا کی فطرت میں ایک بقا رکھی ہوئی ہے۔

ایک معمولی سا بیج جب زمین کے اندر فنا ہو جاتا ہے۔ کچھ دیر تو وہ فنا میں رہتا ہے اور فنا کی وادیوں کو طے کرنے کے بعد پھر اُسے ظاہر ہونے پر مجبور ہونا پڑتا ہے۔ شاید اہلِ دنیا اس ظہور کو شجر کے نام سے پکارتے ہیں۔ اور جب اس کی شاخوں پر پھل لگتے ہیں تو اس کو ثمرات پکارتے ہیں۔

لیکن یہاں ایک عجیب و غریب بات ہے۔ زمین میں فنا



Marfat.com

ہونے والے کی راہیں الگ ہیں۔ اس کی کیفیات الگ ہیں۔ لیکن دل کی وادی میں فنا ہونے والے کچھ اور ہی رنگ رکھتے ہیں۔ ان کے ظہور اور ہوتے ہیں۔

یاد رکھ ! جب تک تُو تُو میں تھا، تو تجھ میں نہ تب تک کیف تھا نہ سُرور تھا۔ نہ تجھ میں طاقت تھی نہ پرواز تھی۔ تو ایک مجسم کرب کا بندہ تھا۔ اپنے اغراض کے اندھیرے میں قدم اٹھا رہا تھا، اور منزل کو اس لئے پکارتا تھا کہ تیرے ہم جنس فریب میں رہیں۔

لیکن یاد رکھ ! محبت کی راہوں میں مکر اور ریا، کے اندھیرے نہیں ہوتے۔ آفتاب اور ماہتاب کی روشنیاں نہیں ہوتیں۔ یہاں پاکیزگی کے لئے دریا نہیں بہتے۔ یہاں رنگ و بو ہے، راہ و رسم عجیب ہیں۔ کیف و سرور عجیب ہے۔

یاد رکھ ! جیسے ہی تم زمین میں فنا ہو جاؤ گے، ویسے ہی تیرے پھل میں خوشبو ہوگی۔ اور جب دل میں تیرا دل فنا ہوگا۔ اُس کی رنگ و بُو تیرے اختیار میں ہوگی، تیری لذت میں ہوگی۔ جب محبت والے کے دل میں تُو فنا ہوگا تو تُو ایک مجسم محبت ہوگا۔

اور یاد رکھ ! بیج فنا تب تک پرورش نہیں پاتی جب تک تُو اس کو کھاد اور پانی نہیں دیتا۔

یاد رکھ ! جب تُو کسی دل میں فنا ہوگا تجھے بھی پانی کی ضرورت



Marfat.com

ہو گی۔ اور وہ پانی زمین کے دریاؤں سے نہیں لیا جاتا، بلکہ تیرے ہی چشم تر کو دریا بنا دیا جاتا ہے۔ اور اس کے رواں آنسوؤں سے تیرے دل کی فنا کی آبیاری کی جاتی ہے۔

اور کیا بتاؤں میرے دوست! جب تُو اس میں فنا ہوتا ہے اور آنسوؤں کی آبیاری ہوتی ہے۔ تو تجھ میں ایک لذت اور کیف و سرور پیدا ہوتا ہے۔

یاد رکھ! وہ حال کیا کرتا ہے۔ ایک وہ ہے جس میں حل کرنے کا مادہ ہے، اور ایک وہ ہے جس میں حل ہونے کا مادہ ہے۔ جو حل کر لے وہ حُسن ہے۔ جو حل ہو جائے وہ عشق ہے۔

اور میرے نزدیک کچھ اور ہی نظریہ ہے۔ تجھے کیا بتاؤں۔ ہر صورت وجود میں آنے کے بعد ایک آئینہ کی متلاشی ہے۔ لیکن اہل عشق کی حقیقت کچھ اور ہی ہے۔ عشق وجود میں آنے کے بعد حل ہونے کا متلاشی ہے۔ یہ جس کسی میں حل ہوتا ہے اس کو دیکھتا اور پہچانتا ہے۔

یاد رکھ! آئینہ میں دیکھنے کے بعد تُو اپنی صورت کا فیصلہ کرتا ہے کہ تُو حسین ہے یا بدصورت ہے۔ عشق کسی میں حل ہونے کے بعد فیصلہ کرتا ہے کہ وہ صادق ہے یا کاذب ہے۔ جب



Marfat.com

حل ہو جاتا ہے تو صادق ہے۔ جب حل نہ ہوا تو کاذب ہے۔
اور یاد رکھ! حل ہونے کے لئے ذات سے بے نیاز ہونا پڑتا ہے۔
اور جب ذات سے بے نیاز ہوتا ہے تو ہر ارمان اور خواہش
اس ذات کا ساتھ چھوڑ دیتے ہیں۔

بس کچھ ایسا ہی عالم ہوتا ہے۔ مجھے بھی ان وادیوں سے
واسطہ پڑا ہے۔ ایک وادی محبت ہے۔ ایک وہ جن کی راہیں
الفاظ کے اندر سے نکلتی ہیں۔ اور ایک وادی وہ ہے جن کی راہیں
دل کے اندر سے نکلتی ہیں۔ جن کی راہ الفاظ سے نکلتی ہیں وہ ظاہر اور
حکمت پر ختم ہو جاتی ہیں۔

"بس ایک فسانہ بن کر رہ جاتی ہے"

اور جس کی راہ دل سے نکلتی ہے، اس میں ایک حقیقت
ہوتی ہے اور دل سے راہ شروع ہو کر دل پر ختم ہوتی ہے۔

ایک بحر سمندر ہے۔ ایک دل میں محبت کی ابتدا ہے۔
اور دوسرے دل میں انتہا ہے۔ اور اس محبت کی وادی کو طے
کرنے کے لئے وقت کا دارومدار مسافر پر ہے، راہ پر نہیں ہے جتنی
جلدی وہ اپنا حق کھوتا جاتا ہے۔ اپنے خواہشات اور ارمان کو مٹاتا
چلا جاتا ہے۔ ساتھ ساتھ دیوار کو توڑتا چلا جاتا ہے، اتنی ہی جلدی وہ
دلِ یار میں فنا ہوتا چلا جاتا ہے۔ اور جس قسم کا یار ہوتا ہے، ویسے



Marfat.com

ہی اس کی صفات ہوتی ہیں۔

یاد رکھ! جسم میں سے کسی کا خروج ہوتا ہے۔ اہل دُنیا کا عجیب ہے۔ اہل دنیا کی ولادت عجیب ہے۔ جسم میں سے جسم خارج ہوتا ہے تو ولادت ہوتی ہے۔ اس کے برعکس محبت میں جب ذات کسی ذات میں گم ہوتی ہے، تو ولادت ہوتی ہے، اور ولادت کے بعد دُنیا والے پہلے نسبت کا اعلان کرتے ہیں، پھر کان میں اذان دیتے ہیں۔ پھر اس کی غذا کا بندوبست کرتے ہیں۔ اسے ماں کا دُودھ پلاتے ہیں۔

تو ہر ولادت تاریخ و نسبت کا اظہار چاہتی ہے، پھر غذا چاہتی ہے، پھر اپنی بقا کی حفاظت چاہتی ہے، اور تجھے کیا بتاؤں اے دوست، ہر ولادت کی فطرت ایک ہے، روح جدا ہی کیوں نہ ہو۔ یوں سمجھ لے۔ جب دلِ یار محبت کی ولادت دیتا ہے، تو پہلے نسبت کا اعلان چاہتا ہے۔ پھر غذا چاہتا ہے۔ پھر حفاظت چاہتا ہے۔

اے عزیز! اس کی نسبت وہی ہے جس کے دل میں یہ فنا ہوتا ہے اور اس کی غذا وہی ہے جس میں فنا ہوتا ہے۔ اس کا جمال اس کی غذا ہوتا ہے اور عافیت اس کی یہی ہے، حفاظت اس کی یہی ہے کہ یہ جس کسی میں فنا ہوتا ہے، یہ حفاظت اسی کے ذمہ ہوتی



Marfat.com

ہے اور وہ بے نیاز ہوتا ہے۔

یاد رکھ! شیخ بھی محبتِ الٰہی کے ضامن ہوتے ہیں۔ میں تجھے کیا بتاؤں محبت کی راہیں۔ یہ محبت بھرے دلوں سے ملا کرتی ہیں۔

اللہ کریم کی فطرت محبت ہے۔ اگر تجھے اس تک پہنچنا مقصود ہے تو محبت کی تلاش کر اور ان کے دلوں میں مقام پیدا کر۔ اور جب ان کے دلوں میں مقام پیدا کرے گا، راہ کی ابتدا ہو جائے گی اور جب ان کے دلوں میں اپنے آپ کو فنا کر دے گا، اُس کے جمال میں اتنا مغلوب ہو جائے گا کہ اپنے آپ کو بھول جائے گا کہ تُو کیا ہے۔ اور جب تیرا مقام دلِ یزداں میں ہو جائے گا، تو تجھے حقیقتِ حیات نظر آئے گی۔ اس محسنِ عظیم کا جمال نظر آجائے گا۔ دلِ یزداں میں جمالِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے حسنِ سمع کو دیکھ لے گا۔

یاد رکھ! عاشق اپنے محبوب کی قدر و قیمت میں گھٹاؤ برداشت نہیں کر سکتا۔ اس لئے اللہ جلّ شانہٗ جب محبت عطا فرماتے ہیں، اس محبت کی نظر سے محبوب کو دیکھا جاتا ہے، اور یہی اس کے محبوب کے جمال کا حق ادا کر سکتی ہے۔

دلِ شیخ، دلِ شیخ، اس کی بند حقیقتوں کی بلندیوں کی راہیں وہی ہیں جہاں سے انسانی بلندیوں کی حقیقت کی راہیں شروع ہوتی ہیں۔



Marfat.com

جوں جوں تو اپنے آپ کو اس میں ضم کرتا چلا جائے گا۔ یہاں میرے دوست ایک بات بتاؤں! ہر چیز کا حل کرنے کا ایک اصول اور طریقہ ہے۔ دنیا کی دو لطیف چیزیں جب آپس میں مل جاتی ہیں تو حل ہو جاتی ہیں۔ پھول جب مسکراتا ہے، ذات اس کی زمین پر رہتی ہے، جوہر اس کا فضا میں ختم ہو جاتا ہے۔ نمک پانی میں گرتا ہے، اس میں حل ہو جاتا ہے۔ بظاہر نظر تو پانی ہی آتا ہے، لیکن زبان پر آنے کے بعد پتہ چلتا ہے کہ دو وجودوں کا امتزاج ہے۔

یاد رکھ! محبت میں حل ہونا فنائیت کا مقام ہے۔ اس میں بھی حل ہونے کے اصول اور طریقے ہیں۔ اگر تو حل ہونا چاہتا ہے، تو تُو کسی کے تصور کو سامنے رکھ اور یہاں تک اس تصور کو سامنے رکھ کہ تیرے ہر خیال کی کثرت وحدت میں سمٹ کر رہ جائے۔ جب خیال وحدت میں آجائے گا، تو ذات کا تصور میں گم ہونا آسان ہو جائے گا۔ کثرت کا حل ہونا بہت محال ہوتا ہے اور وحدت کا حل ہونا بہت آسان ہوتا ہے۔ اس تصور میں اتنا گم ہو کہ جب تُو تصور کرے تو اس کی جگہ وہی نظر آئے جس کا تُو تصور کرتا ہے۔ بس اتنا ہی راز ہے، اتنا سا ہی معرفت اور حقیقت کا راز ہے کہ جب تُو مجسم تصور بن جائے گا تو تُو مجسم سِرِ محبت ہو جائے گا۔



Marfat.com

اور جب تُو مجسم ہیر محبت ہوگا، تو یاد رکھ۔ یزداں تیرا حافظ اور نگہبان ہو جائے گا۔

میں تجھے دُعا دیتا ہوں۔ کرم کی گھڑی ہے۔ کرم کی بات ہے۔ برسبیلِ تذکرہ تھا۔ پیر دُور نہیں ہے۔ پیر تیرے بہت قریب ہے۔ جس کو تُو پیر کہہ رہا ہے۔ جس کے درمیان تُو فاصلہ سمجھ رہا ہے برسوں ہوئے کہ وہ تیری رُوح میں حل ہو چکا۔

یاد رکھ! رُوح دیکھنے کی چیز نہیں ہے۔ اس لئے شاید ہے کہ تُو اس فریب میں مبتلا ہے، اور اگر اس کو پہچاننا ہے تو یہ یوں پہچانا جاتا ہے۔ اس کو یوں پہچاننا کہ اس سے پہلے (جب تُو) پیر کے فراق میں مبتلا تھا، پیر کی یاد اور محبت میں مبتلا تھا، تو تُو کیا تھا؟

اور جب پیر کا خیال دل میں پیدا ہوا اور اس میں گم ہوا، تو اب کیا ہے؟ جو تُو پیر سے پہلے تھا، جو پیر کے بعد ہے، اسی خلاء اسی فاصلے کے اندر تیرا پیر پوشیدہ ہے۔

بس آواز دے۔ شاید ہے کہ ایک دن تیرے اس فریب کا پردہ چاک ہو جائے جسے تو فاصلہ سمجھا ہوا ہے، وہی تیرے نیچے کی گہرائیوں سے آواز دے کہ " اے مجھے پکارنے والے، میں تو برسوں سے تیرے دل کی گہرائیوں میں پوشیدہ تھا۔



Marfat.com

لیکن آج تُو نے یاد کیا اور ارمان کے گھُپ اندھیروں میں فراق کی تپش میں ڈُوب کر مجھے پُکارا ہے۔

ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اگر یہ تپش ، یہ فراق کی تپش تیری رُوح کی حدِ برداشت سے نکل گئی۔ تو شاید ہے کہ تُو کچھ نہ کچھ بیگانہ ہو جائے۔ پھر تُو اپنی زندگی کو یاس اور ارمان کے گھُپ اندھیروں میں ڈال دے گا۔ جس وقت تُو یاس کے اندھیروں میں اپنا قدم ڈالے گا۔ وہیں وہ بے نقاب ہو جائے گا۔ جس کے فراق میں عمر گزاری، آہ وہاں میں۔ اپنی نظر میں کائناتِ عالم کو سمیٹ لے اور دل کی گہرائیوں کی طرف کر لے۔ جب تیری نظر دل کی گہرائیوں کی طرف ہوگی، میں تجھے بے نقاب نظر آؤں گا۔

ہاں، تُو وہی نہیں ہوگا جو میں ہوں گا۔ میں تجھے جُدا ہی نہ کرنے دُوں گا۔ میرا نور رشتہ وہی ہوگا جو آفتاب اور دُھوپ کا ہے۔ آفتاب اپنے وجود میں، اپنے نُور کو جُدا کرنے کے بعد اہلِ دُنیا میں رہتا ہے۔ اہلِ دُنیا اس کو دُھوپ کہتے ہیں۔ وہ اپنا نُور بھی رکھنا چاہتا ہے، لیکن اس نُور کو نہیں رکھنے دیتا۔

باہوش، ہوشیار! یہ وادی بڑی خطرناک ہے۔ میں تیرے دل کی گہرائیوں میں ہوں اور تیرے ساتھ ساتھ ہوں۔ لیکن تُو آباد ہی رہے گا۔ میں معذور ہوں۔ میرا احسان جان کہ تیرے ویرانے کو میں



81155

Marfat.com

نے آباد کر دیا۔ میرے بسنے سے تیرے ویرانے کی قیمت بڑھ گئی۔

اب جب اس میں گھپ اندھیرا دیکھا، تو اس میں اپنی محبت کا چراغاں کر دیا۔ اور تُو جانتا ہے یہ چراغاں میں نے کیوں کیا۔ اے مسافر، تُو خود بھی اپنی منزل سے آگاہ نہ تھا۔ اور میرا قلب ہے کہ جب تجھے میں بے نقاب ہوا۔ تو تجھ کو تیری منزل سے آگاہ کر دیا۔ تیری منزل شاید میں ہی ہوں۔

آہ! تجھے بتاؤں میرا مقصد کیا ہے، میں کہاں رہتا ہوں۔ میں بہت دُور بھی نہیں، بہت قریب بھی نہیں یاد رکھ! ہر عاشق کا بسیرا محبوب کے دل میں ہوا کرتا ہے۔ اگر میرے دل میں ہے تو میں نے تیری راہیں روشن کر دیں۔ تیرے ویرانوں کو روشنی سے منور کر دیا۔

تُو قدم بڑھا اور دلِ محبوب میں مجھ کو تلاش کر، اور عشقِ مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) میں خود کو فنا کر۔ جب تُو اپنے کو اس میں فنا کرے گا تو تُو مجھے پائے گا اور جب تُو مجھے پائے گا تو اپنی حقیقت کو اپنی نظر سے دیکھے گا۔ اور شاید ہے کہ خبر ہونے کے بعد تُو خبر دینے کے قابل نہ رہے گا۔

کیا بتاؤں، محبت کی راہوں میں کبھی بے پناہ اندھیرے آتے ہیں۔ دُنیا کی راہوں میں اُس وقت اندھیرے آتے ہیں جب آفتاب اور ماہتاب کوہ و دمن میں اپنا مُنہ چھپاتے ہیں، تو سُنا ہے مسافر



Marfat.com

آدھی روشنیوں سے اپنا کام لیتے ہوئے اُن راہوں کو طے کرتے ہیں۔
کیا بتاؤں! یاس اور ارمان کے گھُپ اندھیرے محبت کی راہوں پر پڑتے ہیں۔

یہاں آفتاب اور ماہتاب کی روشنیاں نہیں ہوا کرتیں یہاں آدھی روشنیاں کام نہیں دیا کرتیں۔ سُنا ہے اُن کے دلوں میں گمُ (ہوکر) چراغاں کرتے ہیں۔ جہاں گمُ ہوتا ہے وہاں روشنی بھی ہوتی ہے۔

اس کی مثال یوں سمجھیئے: سُورج بھی روشن ہے اور چاند بھی روشن ہے۔ سُورج کی روشنی کو مسلسل دیکھا نہیں جاسکتا۔ اس سے استفادہ حاصل کیا جاسکتا ہے۔ لیکن چاند کی روشنی وہ ہے کہ دیکھا بھی جاتا ہے اور استفادہ بھی حاصل ہوتا ہے۔

اے عزیز! گمُ کی روشنی ایسی ہے جیسے آفتاب کی روشنی اور محبت کی روشنی ایسی ہے جیسے ماہتاب کی روشنی۔ ان میں راہیں نظر بھی آتی ہیں اور روشنی کا استفادہ بھی حاصل ہوتا ہے اور اس روشنی دینے والے کو دیکھا بھی جاتا ہے۔

یاد رکھ! محبت وہ ماہتاب ہے جو ہم میں نہیں ہے لیکن ہاں، اس کا پرَتو احساس کی قدرت کے اندر آیا، اس کی روشنی محسوس کی جاتی ہے۔ اس ماہتاب کو محسوس کیا جاتا ہے۔



Marfat.com

یاد رکھ! ہر ماہتاب کا ایک چکور ہے۔ جس حُسن کا خریدار کوئی نہیں، وہ حُسن، حسُن ہے۔ اور حسُن ہے بھی کیا؟ اپنی ہی نظر کے معیار کا نام ہے حسین۔ چکور پر جب نظر پڑنی گئی تو ماہتاب کی محبت بڑھتی گئی۔ تو جب انسان کے سینے میں پیر کی نگاہ پڑی تو دل میں محبت بڑھتی گئی۔

اے عزیز! دلِ ماہتاب محبت کا چکور ہے۔ اسے رقص کرنے دے۔ زاہدِ دُنیا پر کان نہ دھر۔ جو الفاظ کی دنیا میں محبت کی راہیں تلاش کرتا ہے وہ ایک فریب میں مبتلا ہے۔

اے مسافر! تُو ایک صاحبِ دل کی صحبت تلاش کر۔ اس دل میں اس راہ کی ابتدا تلاش کر۔ خدا تیرا حافظ و ناصر ہے۔ جب تُو ثابت قدم رہے گا، تو آخرت میں تیری حقیقت کو بے نقاب ہونا پڑے گا۔ اور جب حقیقت بے نقاب ہو جائے گی تو، تُو صاحبِ مُراد ہو جائے گا۔ اور جب تُو صاحبِ مُراد ہو گا، تو تُو خود منزل ہو گا اور ایک عالم تیرا مسافر ہو گا۔ گھبرا نہیں۔ جو راہیں بلندیوں کی طرف جاتی ہیں، اُن میں اُونچ نیچ ہوتے ہیں۔

اگر اس کو سمجھنا ہے تو کسی پتنگ باز کو پتنگ اڑاتے ہوئے دیکھ لے کہ پتنگ کو ہوا کی بلندیوں پہ لے جاتے ہوئے کتنے اُونچ نیچ کرتا ہے، کتنے جھٹکے دیتا ہے۔ تو محبت بھرا دل ایک پتنگ کی



Marfat.com

مانند ہے۔ اور اُن کی نسبت۔ محبت کی نسبت؛ محبت کی نسبت پتنگ کی ڈوری اور جو اُس کو اڑانے والا ہے۔ وہ شیخ ہے۔ اس کے جھٹکوں کا غم نہ کر۔ وہ جھٹکے تیری ذات پر احسان ہیں' جو تجھے ہوا کی بلندیوں پر قائم رکھتے ہیں۔ وہ جھٹکے تیری ذات پر احسان ہیں۔ جو معرفتِ باری تعالیٰ پر قائم رکھتے ہیں۔ گلہ نہ کر! محبت میں شکوہ نہ کر! محبت میں شکوہ نہیں ہوا کرتا۔ جو محبت میں شکوہ کرتا ہے۔ وہ ابھی ذاتوں کے اندر حدِ فاصل رکھتا ہے اور جب تیری زبان پہ شکوہ مٹ گیا اور تُو نے راضی ہونا سیکھ لیا، تو جان لے کہ بظاہر تو فاصلے پہ ہے لیکن حقیقت میں کسی کے دل و رُوح میں حلول کئے ہوئے ہے۔

اللہ کریم تجھے شاد و آباد کرے

محبت سے مالا مال کرے

خیر، دو چار باتیں تھیں، برسبیلِ تذکرہ تھیں۔

سمجھ میں آئے تو، اور نہ آئے تو۔



Marfat.com

ارشادات ۸ جون ۱۹۶۸ء

حضور مُرشدِ پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شبیہِ بحروفا، ریحان القلوب، لسان التصوف، قطب الاقطاب، الحاج

# حضرت خواجہ شاہ مُحمّد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

# مُحبّت

نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی حَبِیْبِہِ الْکَرِیْم   نَحْمَدُہٗ وَنُصَلِّیْ عَلٰی رَسُوْلِہِ الْکَرِیْم

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْم   اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم

اے عزیز!

محبت غلبہ کرتی ہے تو لوٹنا نہیں چاہتا لٹانا چاہتا ہے۔ گرتے کا تماشا نہیں کرتے، گرتے کو تھام لیتے ہیں۔ محبت پردہ در بھی ہے اور پردہ پوش بھی ہے۔ جب نیکی دیکھتی ہے مشتہر کرتی ہے۔ بُرائی دیکھتی ہے پردہ ڈال دیتی ہے۔

محبت سرِ راہ روشنی بھی ہے، ابتدا میں ترغیب منزل بھی ہے۔ بچھڑے ہونے کے لئے وسیلہ ملاپ بھی ہے، خود کو پہچاننے کے لئے ایک آئینہ بھی ہے۔ یہ متعلم بھی ہے اور معلم بھی ہے۔ پڑھتی بھی ہے اور پڑھاتی بھی ہے۔ یہ سفارش بھی ہے اور دُعا بھی ہے۔ یہ طالب بھی ہے اور مطلوب بھی ہے۔ یہ حیات



Marfat.com

بھی ہے اور مہتر حیات بھی ہے۔ جو انسان محبت سے محروم ہے سمجھ لو کہ اصل حیات سے محروم ہے۔ محبت حیا بھی ہے۔ محبت احسان شناس بھی ہے۔ یہ شاکر بھی ہے، ذاکر بھی ہے۔ نیکی کر کے شرمسار رہتی ہے کہ بارگاہ کے لائق کوئی عمل سرانجام نہ دے سکے۔ ادائے یار سے راضی بھی رہتی ہے۔ اس کا ارادہ وہی ہے جو اس کے محبوب کا ہے۔ جس ذات میں اپنا ارادہ ختم ہو جائے، اس میں جھگڑا ختم ہو جاتا ہے۔

اہل محبت کی طلب میں وحدت ہوتی ہے۔ اسے شوقِ دیدار اور شوقِ اطاعت ہے۔ محبت گناہوں کے لئے غسلِ باطن بھی ہے۔ بھولے ہوئے کے لئے رہبر بھی ہے۔ غافل کے لئے بیداری بھی ہے۔ یہ عینِ نورِ صفات بھی ہے۔ اہلِ محبت کی صفت اور ذات دونوں میں روشنی ہے۔

ایک محبت کسبی ہے۔ کوئی عمل کا تاثر قبول کر کے اُسے محبت کہتا ہے۔ لیکن اُس کی عمر اتنی ہی ہے جتنی اس کے مطلوب کی ہے۔ چونکہ صفات میں انقلاب رہتا ہے، اس لئے صفات میں نسبت رکھنے والوں میں انقلاب رہتا ہے۔ ایک انسان بیٹھے بیٹھے اثر قبول کرنے لگتا ہے۔ صحبت یار چھٹی محبت ختم۔

اور ایک ایسا ہے کہ حسن یار سامنے آیا برق بن کر قلب پر



Marfat.com

گرا، نہ صفات سے غرض نہ نسبت سے۔ ذات سے واسطہ ہے۔ ذات یار باقی ہے تو نسبت باقی ہے۔ محبت جفائے یار پر بھی راضی ہے۔ دوست دوست کی عطا پر کبھی گلہ نہیں کرتا۔ یہ محبت دیتی ہے انسان مبتلا ہو جاتا ہے۔ جس پرندے کو شکار ہونے کا شوق ہوا سے چاہیئے کہ تیروں کی زد میں اڑے۔ ابرِ باراں کا تماشا کرنا ہے تو بادلوں میں گھوم۔ ایک دن برس جائے گا۔ محبت کا شوق ہے تو عشاق کی نظروں کے سامنے پھرا کر۔ جو تجھے چراغ جلتے چراغوں پر جھک جاتے ہیں جل اُٹھتے ہیں۔

اہل اللہ کا دل ایسا طور ہے جس میں تجلی حق وارد ہوتی ہے۔ اہل اللہ کی صحبت میں بیٹھنے والے عشق باری تعالیٰ کی تجلی قلب میں لے لیتے ہیں۔ دوست کے ساتھ دوست کے ساتھیوں کی بھی تواضع ہوتی ہے۔

اللہ کی بارگاہ میں اہل اللہ کے ساتھ جائے گا تو دل کو نور ملے گا۔ نمک ہانڈی سے نکال دو لذت پیدا نہ ہو گی۔ نمک ڈال دو گے تو سب مصالحوں کی آن بن جائے گی۔ حالانکہ نمک سب سے سستا ہے۔ بعینہٖ انسان کی حیات میں محبت نکال دی جائے صفات اور ذات بے لذت ہو کر رہ جائے گی۔ محبت ہو جائے تو صفات اور ذات ملذذ ہو جاتی ہے۔ آم بار بار منہ کی طرف



Marfat.com

لے جاتے ہوئے کراہیت محسوس نہیں کرتا اس لئے کہ اس میں لذت ہے۔

فقیر وہ ہے جس کا دل محبت الٰہی میں کشتہ ہو چکا ہے اور عشق مصطفےٰ میں بھن چکا ہے۔ ان کی دست بوسی اور قدم بوسی اس لئے ہوتی ہے کہ یہ ملذذ ہوتے ہیں۔ بچے کو ماں باپ لذت کی وجہ سے چومتے چاٹتے ہیں۔ بچہ معصوم ہے، ذات ملذذ ہے۔ اہل اللہ کی ذات بھی ملذذ ہے۔ لذت حواس میں انقلاب اور انتشار پیدا کرتی ہے۔ جب لذت محبت آنے لگتی ہے تو اس کے حواس میں بھی انقلاب پیدا ہوتا ہے۔ ناسمجھ اسے دیوانگی کہتے ہیں حالانکہ وہ فرزانگی ہے۔ خالی محبوب کا خیال بھی لذیذ ہو جاتا ہے۔ یار کی طرف خیال کیا اور یار کے دل کی بات تمہارے دل میں آگئی۔ چٹھی کسی کو لکھی جائے اور جواب آجائے تو اس کا مطلب ہے کہ اس نے چٹھی پڑھ لی ہے۔

اگر تصور شیخ سے لذت پیدا ہوگئی سمجھ لو جواب آگیا۔ شعور کی وادی ظن اور قیاس ہے۔ اس کا سہارا دلیل ہے۔ محبت کی وادی سرتاپا یقین ہے اور امید اس کا سہارا ہے۔ عقل والے سفر کرتے ہیں اور سرراہ تپ جاتے ہیں۔ تو کبھی بارش کبھی تالاب کبھی نہر تلاش کرتے ہیں اور ان میں غسل کرتے ہیں۔ محبت والے ہجر یار



Marfat.com

ہیں تپ جلتے ہیں تو یہ تلاش نہیں کرتے۔ اُن کے اندر ست پانی آتا ہے۔ نین چھما چھم برستے ہیں۔ پانی نکلتا ہے تو تسکین ہوتی ہے۔

محبت سر تا پا حال ہے۔ حال میں مکروفریب نہیں۔

تمہیں اپنی اولاد سے محبت ہے کیا اس کے ساتھ فریب کرو گے۔ بدخواہی کرو گے؟ اور جسے اللہ جل شانہٗ اپنی اور اپنے محبوب پاک سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت بخش دیں تو وہ کہاں دنیا والوں سے فریب کریں گے۔ محبوب کمانے کی چیز نہیں محبوب مطالبہ کرنے کی چیز نہیں۔ محبوب تو فنا ہونے اور نثار ہونے کی چیز ہے۔ محبوب کی بارگاہ لوٹنے کی جگہ نہیں لٹانے کی جگہ ہے۔ جو ہر انسانی یہی ہے کہ لوٹنے کو چھوڑ کر لٹانے لگے۔

اللہ تعالیٰ کی تعریف سبھی کرتے ہیں۔ ایک سُن کے کرتا ہے، اے عزیز! اہلِ ظاہر سُن کر کرتے ہیں اور اہلِ عشق پہچان کر کرتے ہیں۔ جو پہچان کر تعریف کرتے ہیں وہ صادق ہیں اور جو کچھ بھی کہتے ہیں اور کرتے ہیں انہیں اپنے کہنے اور کرنے پر اعتماد ہوتا ہے۔ جو دیکھ کر بیان کرتے ہیں ان کے بیان میں ایک لذت اور سکون ہوتا ہے۔

اے عزیز! سُن کر تعریف کرنے والے ظاہری زبان سے تعریف



Marfat.com

کرتے ہیں اور پہچان کر کرنے والے دل کی زبان سے تعریف کرتے ہیں۔ دل کی زبان نور کی زبان ہے اور نورِ مطلق کی تعریف نور کی زبان ہی کر سکتی ہے۔ نور نور کو خوب پہچان سکتا ہے اور نور نور میں خوب گم ہونا جانتا ہے۔ بجلی کے بلب کی روشنی بھی نور ہے اور چراغ بھی نور ہے، چراغ کی روشنی بجلی کی روشنی میں گم ہو جاتی ہے۔ لطیف لطیف میں گم ہوتا ہے اور کثیف لطیف میں گم نہیں ہوتا۔ لطیف کی دو حالتیں ہیں۔ ایک جسد رکھتے ہیں اور جسد لطافت کا برقعہ ہے۔ ایک وہ لطیف ہے جسے برقعہ بھی گوارا نہیں۔

پتھر کی ذات اور فطرت کثیف ہے۔ نمک لطیف ہے نمک کو پانی میں ڈالو گھل جائے گا۔ ذات ختم ہو جائے گی، حل ہو جائے گا۔ پتھر دھل تو جائے گا لیکن حل نہ ہو گا۔

ایک وہ دل ہیں جو پتھر کی مانند ہیں، وہ رب کا بیان تو کرتے ہیں حمد و ثنا تو کرتے ہیں لیکن ان کے دل محبت کو قبول نہیں کرتے، وہ محبت میں فنا نہیں ہوتے، حل نہیں ہوتے۔

ایک وہ ہیں جو سینے میں دل لطیف لئے ہوئے ہوتے ہیں جونہی محبت کی لہر ملے اس میں گم ہو جاتے ہیں، جو دل محبتِ الٰہی



Marfat.com

میں گم ہوتے ہیں ان کی عجب حالت ہوتی ہے۔ جو دل نور میں جاتا ہے نور بن کے نکلتا ہے۔ جب یہ دل اللہ کی محبت میں غواصی کرتا ہے تو لطیف ہو جاتا ہے، نمکین میں جانے سے نمکین اور مٹھاس میں جانے سے میٹھا بن کر نکلتے ہیں۔ جن دلوں کو انوارِ محبت ملتے ہیں وہ دل لطیف ہو جاتے ہیں۔ وہ آنسو بن کر ٹپکتے ہیں، وہ آنسو اللہ جل شانہٗ کے غضب کو ٹھنڈا کرتے ہیں جس طرح پانی آگ کو ٹھنڈا کر دیتا ہے۔

اگر کوئی بچہ اپنی نادانی سے شرمسار ہو کر ماں کی طرف لوٹتا ہے اور ماں کو دیکھ کر رونا شروع کر دیتا ہے تو وہ رونا اس بات کی دلیل ہے کہ گناہ کا کمالِ اعتراف ہے۔ ماں کہتی ہے آخر میرا بچہ ہے میری طرف لوٹا ہے۔ کہتی ہے بیٹے رد نہیں۔ ہم زندہ ہیں گھاٹے پورے ہو جائیں گے۔

اللہ جل شانہٗ کی بارگاہ میں جب قلب رقت والا رو دیتا ہے تو اللہ بھی اُسے آغوشِ رحمت میں لے لیتے ہیں۔ رونے کو دوام ہو جاتا ہے اور اللہ کا ذکر بیدار ہوتا ہے۔ جب ظاہری حواس لطیف ہو جاتے ہیں تو انسان اپنی پکار کا جواب سنتا ہے۔ اس خالقِ حقیقی کی شرافتوں کی انتہا نہیں۔ ماں سے ستر گنا ممتا کرنے والا، سننے والا بھی ہے، بولنے والا بھی ہے، اُسے پکارا جائے اور



Marfat.com

وہ جواب نہ دے ہو نہیں سکتا۔

بہرہ بچّہ ماں کی پکار تو نہیں سنتا ماں کی حرکات سے اندازہ لگا لیتا ہے۔ ماں پکار رہی ہے اور اللہ جل شانہٗ پکارتے ہیں لَبَّیْکَ یَا عَبْدِیْ۔

کثیف اعضاء پکار سن نہیں سکتے صرف احساسات سے پتہ لگاتے ہیں کہ ہمارے مالک نے ہمیں پکارا ہے۔ جب اللہ جل شانہٗ جواب دیتے ہیں سینے میں محبت موجزن ہوتی ہے طبیعت پرسکون ہوتی ہے چشم تر ہوتی ہے۔ ظاہر و باطن ملذذ ہوتا ہے۔ نیکی کا شوق بڑھ جاتا ہے۔ صفات اور ذات بدلنی شروع ہو جاتی ہے۔ لوگ کہتے ہیں کہ یہ دیکھتے ہی دیکھتے ہیں اچانک ہی بدل گیا۔ بدلنے والے کو اختیار ہے۔ ایک اشارے میں عالم بدل جاتے ہیں۔

پڑوس کی عورت کتنی ہی محبت سے۔ بیٹا کہے بے لذت پیدا نہیں ہوتی۔ ماں پکارتی ہے اے بیٹے لذت پیدا ہو جاتی ہے نا امیدی امید سے بدل جاتی ہے، سکون پیدا ہو جاتا ہے۔ ستّر گنا مامتا والا پکارے تو قلب انسانی کا کیا عالم ہوگا۔ وہ نافرمان بندوں سے بھی تعلق نہیں توڑتے۔ بندے کی نافرمانی رب تبارک و تعالیٰ کی محبت کو نفی نہیں کر سکتی۔ فرق اتنا ہے کہ نافرمان ماں کی



Marfat.com

ماممتا کا فائدہ نہیں اُٹھا سکتا۔ ماں نافرمان بیٹے کے انتظار میں رہتی ہے۔ رب تبارک و تعالٰی نافرمان بیٹے کا منتظر رہتا ہے۔ کہ کب ہماری طرف لوٹتا ہے اور ہمیں پکارتا ہے۔ سوتا دل بیدار ہو کر کہتا ہے "یا ربی" تو ربِّ تبارک و تعالٰی کی رحمت اسے گود میں لے کر کہتی ہے۔

"اے میرے بندے میں جانتا تھا تو میرا بندہ ہے آخر میری طرف لوٹ آئے گا"

ایک آتش پرست حضرت ابراہیمؑ کی خدمت میں آیا۔ آپ نے ملنے سے انکار کیا۔ ارشادِ باری تعالٰی ہوا" اے ابراہیم! ہم ستر سال سے اسے پال رہے ہیں ہر طلب تمہارے خیر نہیں۔ بچہ خواہش کر سکتا ہے لیکن خواہش کا تجزیہ نہیں کر سکتا۔ اپنی خواہش کے نفع و نقصان کی اسے خبر نہیں۔ نقصان دہ خواہش کو رب تبارک تعالٰی التوا میں ڈال دیتے ہیں۔ بندہ سمجھتا ہے رب تبارک و تعالٰی نے یہ خواہش پوری نہیں کی۔ جس مخلوق سے اللہ تبارک و تعالٰی کو پیار ہوتا ہے ان کی خواہشوں میں نامرادی ہوتی ہے۔ اپنے پیارے بیٹے کے ہاتھ میں کوئی انگارہ نہیں رکھا کرتے۔

اہلِ محبت تو رب سے مانگتے ہی نہیں۔ وہ کہتے ہیں ہمارے رب کو سب خبر ہے۔ پیار والے لوگوں کے صدقے میں پیار بھی



Marfat.com

مل جاتا ہے۔ آخرت بھی مل جاتی ہے اور مغفرت کی چادر بھی مل جاتی ہے۔

حضرت ابراہیم خواصؒ سفر میں تھے۔ ایک آتش پرست ساتھ ہو لیا۔ کئی دن کی مسافت تھی۔ زادِ راہ پاس نہ تھا۔ کافر کا پیاس کے مارے بُرا حال تھا۔ کہا "اے ابراہیم! تم تو اللہ کے پیارے ہو، آج پیار کا مزا دکھاؤ"۔ آپ نے سجدے میں سر رکھا اور کہا "کفر نے للکارا ہے۔ لاج رکھ لے"۔ دو نان اور دو پیالے شربت کے ملے۔ آگے آکر اس کافر نے سجدے میں سر رکھ دیا۔ چار نان اور چار پیالے شربت کے ملے۔ حضرت ابراہیم خواصؒ بہت رنجیدہ ہوئے۔ اس شخص نے کہا۔ آپ رنجیدہ نہ ہوں۔ میں نے کلمۂ شہادت پڑھ لیا تھا اور توبہ کر لی تھی۔ دو نان اور شربت میری توبہ کے صدقے ہیں۔ اور دو نان اور شربت میں نے آپ کے صدقے طلب کئے تھے۔ آپ ہی کا صدقہ ہے۔

کسی پیار والے کے پیار کی وجہ سے ایک منٹ میں باطنی توبہ کی اور پردے ہی پردے میں نواز دیا گیا۔ اہل اللہ کا دامن تھام کر توبہ کی اور پھر توبہ میں کیفیت پیدا نہیں ہوئی تو جان لے کہ تیرا بیج بیمار ہے۔ کیونکہ اگر زمین بیمار ہوتی تو اس میں دوسرے بیج بھی پھل پھول نہ سکتے۔ اگر صحبتِ شیخ میں دوسروں کی توبہ کھلتی



Marfat.com

پھولتی ہے تو سمجھ لو کہ تمہاری توبہ بیمار ہے۔ بیمار توبہ وہی ہے جو طلب دنیا کے لئے کی جاتی ہے، یہ آخرت تک نہ پہنچانے گی، اگر اس لئے توبہ کی ہے کہ یہ اللہ کا پیارا ہے اور یہ ہمیں اللہ تک پہنچا دے گا تو بے شک ایک دن تقرب بارگاہ ہو جائے گا۔

جو زمین سیٹے پر چڑھ جاتی ہے، کسان پانی لگا کر زمین نرم کر دیتا ہے۔ جب دل نرم ہو جائے، آنکھیں تر ہو جائیں تو سمجھ لو دل کی زمین اللہ جل شانہ نے قبول فرمالی ہے اور موسم کے مطابق بیج ڈالا جائے اور ویسا ہی مقبول ہو گا۔ جو اللہ جل شانہٗ اور اس کے حبیب پاک (صلی اللہ علیہ وسلم) کو راضی کرنے کے لئے اہل اللہ کا دامن تھامتے ہیں، ان کو اللہ تعالیٰ کیفیات باطن و نظر باطن عطا فرماتے ہیں، اُن کا قلب گداز ہو جاتا ہے اُن کے کلام میں لذت اور نظر میں مسیحائی پیدا ہو جاتی ہے۔

جس طرح دنیا کا کسان زمین کو ہل کے پھالے سے نرم کر کے فصل کے قابل بنا دیتا ہے، اہل اللہ نگاہ سے قلب کو نرم کر کے محبت مصطفےٰ (صلی اللہ علیہ وسلم) کے قابل بنا دیتے ہیں۔ آم کی شاخوں سے پہچانا جاتا ہے کہ اس زمین میں آم کی گٹھلی فنا ہوئی ہے۔ ہر انسان کی صفات سے خبر مل جاتی ہے کہ طلب دنیا میں ہے یا طلب آخرت میں ہے۔



Marfat.com

دنیا ایک اندھیرا ہے اور اندھیری راہوں میں دو چیزوں کی ضرورت ہوتی ہے۔ روشنی میسر نہ آئے تو روشنی والے کے کندھے پر ہاتھ رکھ لے اور اس کے پیچھے پیچھے چل۔ اندھیرے سے نکل جائے گا۔

اگر تیرے بطون میں عشقِ مصطفےٰ نہیں تو کسی عشق والے کے ہاتھ پہ ہاتھ رکھ لے سفر طے ہو جائے گا۔ وہاں آواز دے کر راہ طے کرائی جاتی ہے یہاں ورود کر کے راہ طے کرائی جاتی ہے۔ یہاں راہ کے خطروں کے پیشِ نظر ہاتھ میں چھڑی کی بجائے پشت پر دُعا رکھ دی جاتی ہے۔ آفاتِ زمانہ ان کا ایمان چھین نہیں سکتے۔ ان دُعاؤں کا عجب عالم ہے۔ جب بچہ باہر جاتا ہے۔ والدین اپنے دوستوں سے کہتے ہیں ہمارا بچہ آرہا ہے۔ نادان ہے اس کا خیال رکھنا۔ دوست خبر گیری کرتا ہے۔

اللہ کے چاہنے والے بھی رب تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ اے مالک تیری راہیں بڑی پُر خطر ہیں۔ بندے کمزور بھی ہیں معذور بھی۔ اے معبود! انہیں اپنی پناہ سے محروم نہ کرنا۔ پھر انہونی چیزیں ہونے لگتی ہیں۔ خطرے ٹلتے ہیں۔ ہر بلا دُعا سے ٹلتی رہتی ہے اور اٹل بلا کی شدت کم ہو جاتی ہے۔ اگر تپش مقدر ہے تو دُعا سایہ دار درخت بن کر تپش کی شدت



Marfat.com

سے بچا لیتی ہے۔ فطرتِ تپش نہیں بدلتی۔

آخرت والے محبتِ مصطفےٰ سے امیر بنتے ہیں۔ سیم و زر کی امارت فانی ہے اورِ عشقِ مصطفےٰ کے سکّے کی امارت باقی ہے۔ جس کے پاس جس دیس کے سکّے ہیں اُسے وہاں سکون ہے۔ آخرت کے رُبسوں کا عجیب و غریب عالم ہے۔ زمین چند سیر بیج لے کر منوں میں لوٹا دیتی ہے پاس کچھ نہیں رکھتی۔

اہل اللہ کا عجیب و غریب عالم ہوتا ہے۔ حیات کی تربیت میں عجیب کام سرانجام دیتے ہیں۔ ڈوئی ہنڈیا کو آگ سے بچانے کے لئے تپش میں گھومتی رہتی ہے۔ خود ہنڈیا کے سالن سے کوئی غرض نہیں۔ جو زمین تپ کر بھی بیج کو نہیں چھوڑتی ایک دن گلزار بن جاتی ہے۔ جو اللہ کی قضا و قدر پر راضی ہوتے ہیں وہ بارگاہِ رسالت تک پہنچ جاتے ہیں۔ وہی ایک روز مشاہدۂ حق میں داخل ہوتے ہیں۔ ہر ایک کا تعلق اُن کا چوکیدار ہے۔ جنھوں نے رب سے تعلق پیدا کر لیا نظرِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) اُن کے قلب میں ہوتی ہے اور نظرِ رسُول کے پردے میں نظرِ حق ہوتی ہے۔ ان لوگوں کی صحبت میں قلب کو زندگی عطا ہوتی ہے۔ پستی بلندی سے بدل جاتی ہے۔ غفلت بیداری سے بدل جاتی ہے۔ مذموم محمود سے بدل جاتا ہے۔



Marfat.com

اللہ جل شانہ کے حبیب پاک صلی اللہ علیہ وسلم جب رنجیدہ ہوتے تھے کہ لوگ ایمان نہیں لاتے تو اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے کہ آپ کو غم کرنے کی ضرورت نہیں۔ مقلب القلوب میری ذات ہے: محبت رسول میں دلوں کی کیفیت بدل گئی۔ اس سے ثابت ہوا کہ ذات حق وہیں موجود تھی۔

قلب کو بدلنے اور قلب کی حیات و ممات پر قدرت میرے رب کو ہی ہے۔ وہ اُمتی جن کی صحبت میں قلب کو زندگی مل جائے جان لو ذاتِ حق وہیں ہوتی ہے۔ صاحب دل کی محفل میں اللہ جل شانہ حضور نبی کریم کے صدقے میں ہوتے ہیں اور سرکار کی صحبت میں بغیر واسطے کے موجود ہیں۔

جو اہل اللہ کے بارے میں زبان درازی کرے، مخالفت کرے جان لو اللہ سے جنگ آزما ہے۔ اللہ دشمنوں کے قلب سے نُور چھین لیتے ہیں۔ جس دل سے نُور چھین لیا جائے اُس کی ذات اور صفات میں اندھیرا آجاتا ہے۔ چراغ سے لو چھین لو صرف کالی بتی رہ جاتی ہے۔ حسن بلال کی حقیقت نظر مصطفےٰ سے پوچھو۔ جو جس میدان میں ہے اس کی حقیقت اسی سے پوچھو۔ کسی صاحب دل صاحب نسبت کے بارے میں طالب مولیٰ سے پوچھو۔ طالب دُنیا ہمارا امتحان ہیں۔ ہمارے دامن کے خار ہیں۔ طالب مولیٰ ہمارے ہمسفر



Marfat.com

ہیں۔ راہ کے خار نہ بنو، کسی مسافر کے ہمسفر بنو۔ منزل تمہاری ہوگی جو بچپن میں والدین کی سختیاں سہتے ہیں ایک دن اعلیٰ عہدوں پر پہنچتے ہیں۔ جو شیخ طریقت کا تشدد برداشت کرتے ہیں آخرت کے اعلیٰ مقام حاصل کر لیتے ہیں۔

اللہ جل شانہٗ جن اولادوں کو بانصیب کرتے ہیں انہیں والدین کے لئے نیک گمان کر دیتے ہیں۔ جنہیں شیخ طریقت کے بارے میں حسن عقیدہ اور نیک گمان حاصل ہوتے ہیں انہیں اللہ جل شانہٗ آخرت کے اعلیٰ مقام عطا فرماتے ہیں۔ ماں کی چھاتی میں دودھ بچے کے نصیب سے ہے۔ فقیر پر جو رب تبارک و تعالیٰ وارد کرتے ہیں وہ طالبین کے قلوب کا نصیب ہے۔



Marfat.com

ارشادات

حضور مرشدِ پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شہیدِ بحرِ وفا
ریحان القلوب، لسان التصوف، قطب الاقطاب، الحاج

# حضرت خواجہ شاہ محمد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

# عرفانِ محبت

نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی رَسُولِہِ الکَرِیم ۔ نَحمَدُہٗ وَنُصَلِّی عَلٰی حَبِیبِہِ الکَرِیم
اَعُوذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیطٰنِ الرَّجِیم ۔ بِسمِ اللّٰہِ الرَّحمٰنِ الرَّحِیم

امّا بعد!

اے عزیز! فقیر جس کی دعوت کرے، فقیر کی دعوت میں خدا خود میزبان ہوتا ہے۔ بادشاہ کے ہاں کھانا مل سکتا ہے لیکن فقیر کے ہاں کھانا کسی نصیب والے کو ہی ملتا ہے۔ یہ کبھی وقت آئے گا تو تمھیں پتہ چلے گا کہ راز کیا ہے، یہ بات کیا ہے؟ فقیر کے پردے میں رب مہربان ہوتا ہے اس لئے اس کے کھانے میں کبھی کمی نہیں ہوتی۔

یہ ایک عجیب بات ہے۔ بس ننگے پاؤں سڑکوں پر بھاگنا۔ وہ زمانہ یاد ہے کہ جب لوگوں نے مجھ پر پتھر اٹھائے۔ دوڑتے تھے تو بچے مارتے تھے



Marfat.com

کہ دیوانہ آیا دیوانہ آیا۔ وہ پہنی ہوئی جون جولائی کی دھوپ ہیں اور ٹک والی سڑکیں ننگے پاؤں اور ننگا سر۔ اُسترے سے مُنڈا ہوا سر اور ناف سے لے کر گھٹنے تک دھوتی باندھی ہوئی تھی اور وہ مجھے نشانے مارتے تھے۔ وہ نشانہ کھانے اور پتھر مارنے میں جو لذت تھی وہ بھی عجیب لذت تھی۔ تو بھی مارتا تھا۔ گرم ہو جانے۔ میرے گھروالے کہتے تھے پاگل ہو گیا ہے۔ مجھے کوٹھڑی میں بند کر دیتے تھے اور دروازے پر سلاخیں لگائی ہوئی تھیں۔ رات ہو جانے تو میں آسمان سر پر اٹھا لیتا۔ وہ پوچھتے کیا ہوا میں کہتا آسمان گرنے لگا ہے ستون تو کوئی ہے نہیں تم سوتے ہو وہ اوپر آ پڑے گا۔ جب انھوں نے ہمارے معاملے میں دخل دینا چھوڑ دیا ہم نے بھی انھیں جگانا چھوڑ دیا بس ہمارے معاملہ میں دخل نہ دو ہم تمہارے معاملے میں دخل نہیں دیں گے۔ پتہ نہیں کتنی ہی مالشیں ہوتی تھیں۔ کہتے تھے اس کو تشنج ہو گیا ہے۔ جتنی مالشیں ہوئیں اتنا ہی یہ بڑھتا ہے پھر وہ تنگ آ گئے اور معجونِ جالینوس اور پتہ نہیں کیا کیا مصیبت خانہ تھا۔ میں ان کی گولیاں کھاتا رہتا تھا۔

اب مزے ہیں جب گلے میں گرتی تھیں تو میری تمام نالیاں خشک ہو جاتی تھیں۔ ایک گولہ ہوتا ہے جو حلق سے لے کر سینے تک پھرتا ہے۔ جیسے آتش بازی والا گولہ پھرتا رہتا ہے بالکل وہی ہوتا ہے۔ ویسے تم نے کبھی نہیں دیکھیں۔ وما توفیقی الا باللہ۔

جس کو جس دیوانگی کے لئے چُنا وہ ویسے دیوانہ۔ ہر ایک کے لئے



Marfat.com

دیوانہ نہیں بن سکتا۔ کچھ دیوانگی کے تماشائی ہوتے ہیں اور کچھ دیوانے۔

اللہ تعالیٰ حسین و جمیل ہے۔ پھر اس کا مظہر بھی اسی نسبت سے حسین و جمیل ہے۔ تو ذکر ذات کا ہے۔ مجھ سے لاہور میں یہ سوال ہوا کہ اللہ تبارک تعالیٰ کے حبیب پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کفار کے لئے کیسے تھے۔ یعنی جو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حبیب پاک کو نہیں مانتے تھے وہ ان کے لئے کیسے تھے۔ میں نے کہا وہ بھی ذکرِ حبیب میں مبتلا رہتے تھے۔ ذکر دو حالت میں ہوتا ہے۔ ایک اقرار میں ہے اور ایک اقرار کے پردے میں۔ انکار کا ذکر وہ مُرید کرتا ہے جو مُراد کو نہیں پہنچ سکتا۔ اقرار کا ذکر مرید کو اس کی مُراد تک پہنچاتا ہے۔

اللہ کی ذات پاک کو پکارنے کا نام ذکر ہے۔ ایک کہتا ہے اللہ ہے، اس میں ذکر کرتا ہے۔ ایک کہتا ہے اللہ نہیں ہے۔ اس نے بھی ذکر کیا۔ ایک کا ذکر روشنی میں ہے اور ایک کا اندھیرے میں ہے۔

اللہ تبارک و تعالیٰ بندوں کو آگاہ کرتے تھے۔ صرف اپنا ذکر مقصود تھا۔ اس کے جلال کی شدت کو کم کرنے والی بات نہیں تھی۔ اور یہ یاد رکھنا کہ جلال کی شدت کو صرف محبوبیت ہی کم کر سکتی ہے۔ اس لئے کہ یہ سُنّت ازل سے شروع ہے اور ابد تک رہے گی کیونکہ یہ جلال اور جمال کا کھیل ہے۔ یہ دونوں کی اپنی اپنی کیفیات ہیں۔ ایک کہتا ہے کہ حضرت سیدنا محمد صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے رسُول ہیں۔ ایک حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا اسم گرامی لے کر کہتا ہے کہ نہیں ہیں۔ چونکہ زبان پر حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نام نامی آ گیا تو جس زبان نے وہ نام لے لیا اس پر



Marfat.com

اللہ تعالیٰ کا عذاب نثر ماتا ہے۔ اور پہلی اُمت کفار کو یہ حاصل نہیں تھا۔ کیونکہ حضور کی ذات پاک کا پردہ ابھی اٹھایا ہی نہیں گیا تھا۔ اور اس زمانے میں کفار کو یہ فائدہ پہنچا کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے ظہور پذیر ہونے کے بعد انہیں بھی یہ نام لینا پڑا۔ تو جس زبان پہ ان کے نام کی پکار پیدا ہوگئی اللہ جل شانہ اُن کو ڈھیل دے دیتے ہیں لیکن آزاد نہیں کرتے۔ یہ عظمت ہے اس قادر کی۔

میں نے کہا" وہ محبوب کی فکر کی وجہ سے ہے اور چونکہ اپنا بھی ذکر انکار، اقرار میں رکھا ہے اس لئے محبوب کا بھی ذکر ہے۔ اور اب اپنے اولیاء کرام کا بھی اس طرح رکھا، ایک اقرار کے پردے میں اُن کا ذکر کرنا ہے ایک انکار کے پردے میں ان کا ذکر کرنا ہے۔ لیکن ذکر انہیں کرنا پڑے گا۔ بغیر ذکر کے قیام مشکل ہے۔ مخلوق اللہ تعالیٰ کا ذکر نہ کرے تو وہ قائم نہیں رہ سکتی۔ یہ اٹل ہے۔"

ایک ذکر تعلق سے ہے ایک ذکر تعلق توڑنے سے ہے۔ جس درخت کی جڑیں زمین سے نکل جاتی ہیں تعلق نفی ہو جاتا ہے۔ اس کو پھل نہیں لگتا اور جس درخت کی جڑیں زمین میں ہوتی ہیں اس کو پھل لگ جاتا ہے۔ اسی طرح جو ذکر متعلق ہو کے کیا جاتا ہے وہ قرب تک پہنچ جاتا ہے۔ حضور تک پہنچ جاتا ہے، عرفان تک پہنچ جاتا ہے۔ اس کو سب برگ و ثمر اور پھل عطا ہوتے ہیں۔

تو یہ موضوع ایسے ہیں کہ ان کے لئے کافی وقت چاہیئے۔ آج کل



Marfat.com

ہیں وہاں اپنے تلقیے میں نشست میں بیٹھ کر کھلی طرح بات کرتا ہوں اور یہ مقام ادب بھی ہے۔ اس کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ سب مسلمان ہوئے۔

چیز جتنی قیمتی ہوا کرتی ہے اس کا گاہک کم ہوا کرتا ہے۔ نمک مرچ جو بہت ہوتے ہیں۔ ان کی قیمت کم اور گاہک زیادہ ہوتے ہیں اور ایک وہ یاقوت ہے۔ ہیرا ہے جو دریائے نور مشہور ہے اس کا گاہک ایک بادشاہ ہی بن سکتا ہے۔

تو میرا کہنا یہ ہے کہ اس سے اندازہ لگالو کہ جس کے طلبگار قلت میں ہوں۔ اس کی عظمت بہت بلند ہوتی ہے۔ اور جوں جوں تواتر کے ساتھ اس عظمت اور مقام میں فرق پڑتا چلا گیا۔ اس کے سمجھنے والے زیادہ پیدا ہو گئے۔ اور حضورؐ کا بھی تقاضا ہے کہ جب تحقیق میدان علم میں آتا ہے۔ وہاں بہت کم رہ جاتی ہے۔

اور علم پڑھنے والے بہت ہوگئے کیونکہ بلندی ہر خاص و عام کے لئے نہیں ہوتی۔ وہ خواص کی ہوتی ہے۔ خواص سمجھتے ہیں۔ خاص الخاص سمجھتے ہیں۔ وہ خواص ہیں پہنچاتے ہیں۔ تو صحابہ کرام کی ذات بھی خاص الخاص تھی۔ کیوں؟ اس لئے کہ حضور نبی کریم کی ذات بھی رسولوں میں اور تمام کائنات میں خاص الخاص ہے۔ محبوب ہیں۔

اور واسطے کو سمجھنے والے کثیر ہو گئے۔ پھر واسطہ جوں جوں بڑھتا چلا گیا اور کثیر ہوتے چلے گئے۔ اور آج اتنی اُمت ہے۔ باقی معاذاللہ یہ کوئی عظمت کی



Marfat.com

نفی نہ سمجھنا۔ یہ اپنی عقل کا فتور سمجھنا۔ یہ تو ہمارے نہ سمجھنے کی دلیل ہے۔

یہ رات کمائی حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے، خیر حاصل کرنے کے لئے ہوتی ہے، حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے، آپ نے فرمایا "اگر کوئی شخص کسی سے معافی مانگے اور وہ معاف نہ کرے اس کا کبھی بھلا نہ ہوگا"۔ یہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے۔

نو دعاؤں سے پہلے اس رات میں پہلے اپنے دل کی کثافت کو دُور کرنا چاہیئے تاکہ خیر سے محروم نہ رہے۔ اور خیر کا دروازہ یہی ہے کہ قلب کے نفاق کو اتفاق میں بدلنا۔ اور اگر کوئی نہیں کہتا تو تب بھی اپنے حق میں خیر چاہنے کے لئے جس سے تم خفا ہو تم اللہ کی بارگاہ میں اس کو معاف کر دو، وہ تو تیری خیر ہے لیکن لازم یہی ہوگا کہ قلبی نفاق دُور کئے جائیں۔

حضرت خواجہ خواجگان شہاب الدین سہروردیؒ کا دستور العمل ہوا کرتا تھا کہ جب جماعت کے اندر کوئی ایک دوسرے سے ناراض ہو جاتا تھا تو آپ انہیں فوراً راضی ہونے کی ترغیب دیا کرتے تھے۔ اور جب ان میں سے کوئی کہتا تھا کہ میری طبیعت نہیں مانتی تو آپ کہتے کہ کھڑے ہو جاؤ اور استخارہ کرو اور جب تم جاگ پڑو گے تو اللہ تبارک و تعالیٰ تم پہ کرم فرما دے گا تو جب وہ کھڑے ہو کر استخارہ کرتا تھا اللہ جل شانہ اس کے قلب کو نرم کر دیتا تھا۔ اور وہ خود ہی کہہ دیتا تھا کہ میں نے معاف کر دیا۔

خواجہ خواجگان حضرت شہاب الدین سہروردیؒ کا قول ہے کہ طریقت کا



Marfat.com

جو خلقہ ہے یہ حقیقت میں رُوحوں کے لشکر کا اجتماع ہے۔ اور اگر لشکر میں نفاق ہو تو دشمن حملہ کر دیں گے اور اگر لشکر میں اتفاق ہے تو دشمن حملہ نہیں کر سکیں گے۔ اگر کوئی کرے گا تو منہ کی کھائے گا۔ تو فرمایا کہ رُوحوں کے لشکر میں اتفاق ہوتا ہے تو اس لئے شیطان کا حملہ نہیں ہو سکتا۔ اہل طریقت کو اپنی رُوحوں کو متحد رکھنا چاہیئے۔ اور چونکہ رُوح کا مقام دل ہے تو جب تک دل میں اتحاد نہیں ہو گا رُوح میں اتحاد نہیں ہو گا۔

یاد رکھنا رُوحوں کا ایک دوسرے کے اتحاد سے دوسری رُوحوں کو فیض اور برکات حاصل ہونے لگ جاتے ہیں۔ اور ہر رُوح میں اللہ تعالیٰ نے عجیب عجیب روشنی رکھی ہوئی ہے۔ باغ میں اگر چنبیلی کے ساتھ لگو گے اس چنبیلی کی خوشبو کا مزہ بھی آئے گا۔ گلاب ہے تو اس کی خوشبو کا بھی مزہ آئے گا۔ یہ دُنیا کے گلستان میں کتنے پھولوں کے بوٹے ہیں۔ معرفت کے میدان میں جتنے اہل ذکر و فکر ہیں یہ اللہ تعالیٰ کی الگ الگ نعمتوں کا حسن ہے۔ یہ لازمی چیز ہے۔

اور بھائی! راہ رسم محبت سے پیدا ہوتی ہے۔ نفرت اندھیرا ہے۔ محبت روشنی ہے۔ اگر اندھیرا قائم ہے تو اس کا مطلب ہے اس میں روشنی ہے ہی نہیں۔ اور اگر روشنی ہے تو اندھیرے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ تو اے عزیز! اس کا جائزہ ضرور لے لینا۔ اپنے اندر کا خوب جائزہ لیتے رہو کہ روشنی ہے یا اندھیرا ہے۔ شیطان اور نفس اسے نفرت کی ترغیب دیتے ہیں۔ اور انسان کا دل اور ضمیر ہمیشہ محبت کی ترغیب دیتے ہیں۔



Marfat.com

اور اللہ تبارک وتعالیٰ ان بندوں کو معاف فرماتے رہتے ہیں جنہیں معاف کرنے کی عادت ہوتی ہے۔ اللہ جلّ شانہٗ ان کے کفیل بنے رہتے ہیں جو اپنی نعمت کو تقسیم کرنا جانتے ہیں۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ان کے معاون اور مددگار رہتے ہیں جس کے لئے دُعا کی جاتی ہے۔

عزیزمن! جس راہ میں قدم رکھو گے اس راہ کے مطابق مزاج بنانا ہی پڑے گا۔ تب راہ کی تکمیل ہوگی۔ اگر مزاج راہ کے خلاف ہے تو جتنی تمہاری ہمت ہے اتنے ہی وقت تم خود کو فریب دے سکو گے لیکن کامیاب ہونا بڑا مشکل ہے۔ کیوں کہ محبت کا پھل نفرت میں نہیں لگا کرتا اور اندھیرے کبھی راہوں کو طے نہیں کرایا کرتے۔ اندھیرے انسان کو راہ کی ٹھوکر سے بچایا نہیں کرتے۔ جن راہوں پہ روشنی ہوتی ہے مسافر کی مسافت آسانی سے طے ہو جاتی ہے۔ اور محبت کے پھل تو محبت ہی میں لگتے ہیں۔ محبت کے عرفان نفرت میں نہیں آتے۔ اس لئے ایسی مجالس میں جتنا اتفاق اور اتحاد ہوتا ہے رب العزت کا آنا ہی کرم ہوتا ہے اور ایسی نشست گاہوں میں جس کو جہاں بھی جس مقام پر جگہ ملے وہ باادب خشوع اور خضوع کے ساتھ جلسے میں شرکت کرے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ اپنے دوستوں کی محفل میں ہمیشہ بانٹتے ہی رہتے ہیں۔

میاں سیدھی سادی بات ہے کہ اگر آپ کے صدقے سے کچھ محب آپ کو ملنے آجائیں۔ بچے کو ملنے آجائیں تو ماں باپ بچے کے دوستوں کی تعلق فکر میں لگ جاتے ہیں۔ تو اللہ تبارک وتعالیٰ جلّ شانہٗ جس کے خزانوں میں کوئی کمی



Marfat.com

نہیں ہے۔ جب کسی کو اپنے دوست کی بارگاہ میں بلاتے ہیں تو اپنے دوست کے پردے میں نوازے بھی فرمادیتے ہیں۔ ہر بانٹنے والا ہاتھ اسی کا ہے اور ہر دلوں کو چھیڑنے والا دل بھی اسی کا ہے اور جس دل میں محبت ہے وہ بھی انہی کا اور جو اس کا ہے اس کو کوئی کمی نہیں ہے۔

اس لئے بزرگانِ دین کا قول ہے کہ اپنے حق میں اپنے شیخ کو علیم اور خبیر جانو۔ یعنی یہ اچھی طرح جان لے کہ تیرا شیخ تیرے حالات سے خوب واقف ہے۔ لیکن اللہ تبارک وتعالیٰ کی محبت کا مظہر ہونے کی صورت میں وہ تیرا پردہ پوش بھی کمال کا ہے۔ اللہ کی صفات اور اختیار اُن میں منتقل ہوتے ہیں اور جس کے وجود میں یہ منتقل ہوتے ہیں وہ اس کا ناک نقشہ لے آتا ہے۔

اے عزیز!

جس کو وہ ذات پاک نصیب ہو۔ یعنی جب وہ کسی میں جلوہ گر ہوتی ہے تو اپنے صفات اور اختیارات رکھ دیتی ہے۔ صفات اور اختیارات سے پہچانا جاتا ہے کہ وہ کس کا ہے۔ جب صفات اور اختیارات اس بات کی دلیل کرے کہ یہ رب تبارک وتعالیٰ کا ہے تو جان لے کہ جب تُو اُن کی مجلس میں جاتا ہے تو تُو رب ہی کی مجلس میں جاتا ہے اور رب کی مجلس میں جانے گا تو محروم نہیں رہے گا۔

تیرے گمان حصول ہیں اور تیرا گمان محرومی ہے۔ اگر گمان خوش گمان ہوگا تو تجھے حاصل ہوگا۔ تیری مُراد سامنے آئے گی اور بدگمان ہوگا تو تُو نے خود ہی اپنے



Marfat.com

درمیان حجاب ڈال لیا۔ کیونکہ جو لوگ از خود اپنے چراغ کو بجھاتے ہیں ان کی نظر خود بھی بیکار ہو جاتی ہے اور جو چراغ جلا لیتے ہیں اُن کی نظر کام کرنے لگ جاتی ہے۔ جو عقیدت اور محبت سے اہل اللہ کی طرف رجوع کرتے ہیں اللہ تبارک وتعالیٰ اُن کو وہ بصیرت بھی بخش دیتے ہیں تاکہ وہ اس مقام کو طے کر جائیں۔ اس عرفان کو طے کر جائیں لیکن شرط یہ ہے کہ گھر کو سنوارنے کے لئے روشنی کی ضرورت ہے اور ذات کو سنوارنے کے لئے دل میں محبت کی روشنی کی ضرورت ہے۔

جن دلوں میں محبت کی روشنی ہے ان کا باطن بھی سنور جاتا ہے، اور جن کا باطن سنور جاتا ہے اُن کا ظاہر بھی سنور جاتا ہے۔ اور اے عزیز! جن کا ظاہر و باطن سنور جاتا ہے ان کے لئے مقامِ دُنیا بھی آسان ہو جاتا ہے اور مقامِ آخرت بھی آسان ہو جاتا ہے۔

یاد رکھنا ہر راہ کی ایک ابتداء ہوتی ہے ایک انتہا ہوتی ہے۔ محبت باری تعالےٰ کی ابتدا محبت شیخ ہے۔ جب شیخ کی محبت حاصل ہو جائے گی۔ اسی کے اندر راہ نظر آنے لگ جائے گی اور جب فنا فی الشیخ ہو جائے گا تو اپنی مُراد کو پہنچ جائے گا پھر وہ نسبت تجھے خود ہی ایک مرتبہ بھی بخش دے گی۔

یہ فقیر کی وضع ہوتی ہے۔ فقیر نے تو کوئی ارادہ باندھا ہوا تھا۔ فرق یہ تھا کہ یہاں نہیں بانٹی کہیں اور بانٹ آیا اور ان میں بٹ گئی جو عقیدے میں بھی نہیں تھے۔ یہ فقیر کی مخالفت ہے۔ فقیر جو چیز نکال چکا تھا وہ بانٹ کے ہی آئے گا



Marfat.com

وہ چھوڑے گا نہیں قطعاً نہیں چھوڑے گا۔

یاد رکھیے فقیر کا ہاتھ ہر ایک کے لئے فائدہ مند رہے گا۔ نقصان کبھی نہیں دے گا۔ یہ آزاد پھل کی طرح ہے۔ یہ کسی مجذوب کا نہیں ہے۔ یہ خیر ہی خیر ہے۔ باقی فقیر دخل نہیں دیتا۔ اگر وسوسوں سے اپنے قلب کو خراب کرو گے تو خود ذمہ دار ہو۔ ایک مقام پا کر خطرہ پالو گے تو تم ذمہ دار ہو۔ اللہ کا نام لو۔ اللہ کو یاد کرو ــــ کثرت سے کرو۔ استغفار بھی کثرت سے کرو۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے۔ ایک دفعہ فرمایا کہ ”اے علی تیری محبت اس طرح گناہوں کو کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی ہے۔“ کیوں؟ اس لئے کہ آپ ولایت نبوت کے مستحق تھے اور دوسری جگہ فرمایا کہ ” درود شریف اس طرح سے گناہوں کو کھا جاتا ہے جس طرح آگ لکڑی کو کھا جاتی یعنی دو چیزیں ہیں۔ ایک تو امام الاولیا، سے محبت کرا اور دوسرے درُود شریف کی کثرت کر اور پہاڑ جتنے بھی گناہ صاف۔ اللہ تبارک وتعالیٰ سب پر فضل وکرم فرمائیں۔ یہ ملنے کا تب پتہ نہیں فقیر کس حال میں جائے۔ تو میں یہ معاملہ صاف کر دوں۔ یہ سارے میرے پیر بھائی۔ سب کا خلیفہ لگا ہوا ہے۔

اللہ جل شانہ نے بندوں کو جو پیدا فرمایا۔ اے عزیز پیدائش کے ساتھ ساتھ اس کا مقصود بھی مقرر کیا۔ یاد رکھ لینا کہ اللہ جل شانہ اپنی مخلوق سے اپنی عبدیت چاہتے ہیں لیکن یہاں عبدیتِ خاص سمجھانی مقصود ہے۔ عبدیت صرف نماز روزے کا ہی نام نہیں۔ اے عزیز! یہ تو عقائد کا ایک جزو ہے۔ یہ اطاعت



Marfat.com

کا ایک جزو ہے۔

اے عزیز! اس کو سمجھنے کے لئے سب سے پہلے اپنے اوپر نظر ڈالنی چاہئے۔ انسان کتنی چیزوں کا مرکب ہے۔ یہ فرد نہیں یہ مرکب ہے۔ کہیں دل ہے کہیں رُوح ہے۔ کہیں عقل ہے کہیں گوشت ہے کہیں پوست ہے کہیں ہڈی ہے کہیں کان ہے کہیں ناک ہے کہیں آنکھ ہے کہیں پاؤں ہیں کہیں سر ہے۔ علیٰ ہذالقیاس اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس کو عجیب وغریب مخلوق بنایا ہے۔

اے عزیز! وہ عبدیت سب کی چاہتے ہیں۔ اے عزیز وہ عبدیت عقل کی بھی چاہتے ہیں۔ وہ عبدیت دل کی بھی چاہتے ہیں۔ وہ عبدیت رُوح کی بھی چاہتے ہیں۔ وہ عبدیت آنکھ کی بھی چاہتے ہیں۔ وہ عبدیت آپ کے ظاہر وباطن کی بھی چاہتے ہیں۔

تو اے عزیز! ظاہر کی تو ہر ایک پر فرض کردی۔ ظاہر بھی فرض ہے اور باطن بھی اہلِ عشق پر فرض ہے۔ اے عزیز مخلوق ہونے کی حیثیت سے اس پہ عبادت فرض ہے۔ اور ان پہ تعلق ہونے کی وجہ سے عبدیت فرض ہے۔

اے عزیز! مخلوق ہونے کی حیثیت سے جو عبادت فرض کی اس کی قضا بھی رکھی لیکن تعلق کی فرضیت کی کوئی قضا نہیں۔ اے عزیز۔ اگر تمھاری نماز قضا ہوجائے یا نماز رہ جائے تو قضا پڑھ سکتے ہیں۔ لیکن اگر یہ دل کسی جگہ غافل ہوجائے تو اس کی قضا نہیں۔

اے عزیز! اہلِ باطن مبتلا ئے دوام میں رہتے ہیں۔ اے عزیز۔



Marfat.com

اہلِ ظاہر صلوٰۃ اوقات میں رہتے ہیں اور اہلِ باطن صلوٰۃ اوقات میں بھی ہیں اور صلوٰۃ باطن میں بھی ہیں۔ اے عزیز وہ گفت کا بھی ساتھ دیتے ہیں اور وقت پہ حکمرانی بھی کرتے ہیں۔ تو اللہ جل شانہ نے جن کو عقل بخشی ان کو عقل کی عبدیت سے ذمہ داریاں بھی قرار دیا ہے۔ اے عزیز! جن کو دل دیا اُن کو دل کی حیثیت کی ذمہ داریاں بھی سونپ دیں۔

اس راہ پہ چلنے والے کو جان لینا چاہیئے، جو حق کی طرف قدم اُٹھا چکا ہے۔ اس کو جان لینا چاہیئے کہ جتنا مقصود بلند ہوگا۔ جتنی منزل بلند ہوگی اس کو اتنی تکلیفیں اور زحمتیں بھی اٹھانا پڑیں گی۔ اے عزیز! اس راہ میں تن آسان، آسائش طلب اور خواہشات والے کا کام نہیں۔

اس موقع پر مجھے مولانا جلال الدین رومیؒ کی ایک کہانی یاد آگئی۔ ارشاد فرماتے ہیں کہ ایک بہت بڑا پہلوان تھا کسی نجومی سے اسے پتہ چلا کہ اس کا برج طالع اسد ہے، پھر وہ ایک نقاش کے پاس پہنچا۔ کہنے لگا کہ میرا برج طالع اسد ہے۔ لہٰذا تم میری کلائی میں شیر بنا دو۔ اس نے کہا بہت اچھا۔ اب جب اس نے شیر کھودنا شروع کیا، تو سُنا ہے کہ جو نقاش ہوتے ہیں یہ سُوئی سے چمڑے کو کھودتے ہیں۔ جب سُوئی اس کی کھال میں جانے لگی تو اسے درد ہوا۔ کہنے لگا کیا بنا رہے ہو۔ تو اس نے کہا میاں ابھی تو دم شروع کی ہے۔ کہنے لگا دُم کو چھوڑو۔ ہماری جان پہ بنی ہوئی ہے۔ کسی اور حصے سے شروع کر دو۔ اس نے پھر جو سُوئی شروع کی تو پھر لگے چیخنے۔ کہنے لگا میاں کیا بنا رہے ہو،



Marfat.com

اس نے کہا اب کان شروع کیا ہے۔ کہنے لگا تمہارا کان شروع ہوا ہے ہماری جان پہ بنی ہوئی ہے ارے میاں کسی اور حصے سے شروع کرو۔ اس نے کہا بہت اچھا۔

پھر جو شروع کیا تو پھر لگا چیخنے۔ پوچھا کیا بنا رہے ہو۔ اس نے کہا پیٹ بنا رہا ہوں۔ کہنے لگا پیٹ کو بھی چھوڑو کوئی اور شروع کرو۔ تو نقاش کہنے لگا کہ بغیر پیٹ کے۔ بغیر دم کے اور بغیر کان کے تو اللہ تعالیٰ بھی شیر نہ بنا سکے تو میں کیسے شیر بناؤں۔

اے عزیز! جو شیر کی تصویر نہ برداشت کر سکے اس کو شیر کا فکر بہت ہوگا۔ یاد رکھ لینا کہ بیج اس کو ملا کرتا ہے جو پہلے مٹتا ہے۔ مٹ کے تنے اور شاخوں کا بوجھ برداشت کرتا ہے، تنے اور شاخوں کا بوجھ برداشت کرتا ہے تو اس کو پھل نصیب ہوتا ہے۔ اور پھر عالم ظہور میں جلوہ گر ہو جاتا ہے۔

اے عزیز! دل والے کو بوجھ اٹھانا ہی پڑے گا اور جب وہ سمجھ کے بوجھ اُٹھائے گا تو پھل دار ہو جائے گا۔ یہ نہیں ہوا کرتا کہ تُو بوجھ بھی نہ اُٹھائے اور پھل کی اُمید بھی رکھے۔ لیکن جو چلنا نہ چاہے اور منزل پہ پہنچنا بھی چاہے یہ ہو نہیں سکتا۔

اے عزیز! جو جس کی اصل ہو گی جب اس کی طرف قدم بڑھائے گا۔ تو اس کو اذیت اور تکلیف نہیں۔ جب اصل کے خلاف جائے گا تو اس کو تکلیف ہو گی۔ یہاں ایک چھوٹی سی بات سمجھانے لگا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ



Marfat.com

کلامِ پاک میں ارشاد فرماتے ہیں " ہر شے اپنے اصل سے رجوع کرتی ہے"۔ اے عزیز! اہلِ ظاہر کی تو تم نے بڑی تفسیریں سُنی ہیں۔ لیکن میں تجھ سے ایسی بات عرض کرنے لگا ہوں۔ اب اس سے کیا مقصود کیا ہے کہ ہر ذات اپنے اصل کی طرف رجُوع کرتی ہے؟

اس کا مقصود بھی عجیب و غریب ہے۔ اے عزیز! اس کی مثال یوں سمجھو کہ جیسے کوئی بیج ہے اور اس بیج میں کھٹاس ہے۔ اے عزیز! جب وہ اپنی مُراد کو پہنچے گا تو ذائقے کا کھٹا ہو گا۔ یعنی وہ اپنی فطرت پہ لوٹ آیا بلندی پہ پہنچ کر بھی وہ اپنی فطرت پہ لوٹ آیا۔ اس کو کہتے ہیں اپنی اصل کی طرف رُجوع کرنا۔

اے عزیز! انسان خود تو کرامت کا درخت ہوتا ہے۔ اے عزیز! اس کی فطرت میں بغض ہے۔ جب آخری ذات کو پہنچے گا تو بغض پہ ہو گا اور جس کی فطرت میں شرافت ہے کتنے بھی حوادث سے گزرے کتنے ہی گناہوں میں حد سے گزرے۔ جب اپنے مقام پہ پہنچے گا تو اے عزیز! شریف ہی ہو گا۔

اے عزیز! اہلِ نفس جو ہے دوزخی ہے اور اس کی ابد دوزخ ہے میں جو تقریر کر رہا ہوں اس کو سمجھتے جانا۔ میں خود پڑھا لکھا بھی نہیں۔ جو وہ کہتے ہیں میں بتا دیتا ہوں۔ اے عزیز! خود جو اہلِ نفس ہے اُس کی اصل دوزخ سے ہے اور وہ دوزخ میں اہلِ نفس میں بیٹھے گا۔



Marfat.com

نظروں کی شرافت جس دل میں ہے اس دل کی اصل اے عزیز دلِ یزداں میں ہے۔ جب دل والا لوٹے گا دیدارِ الٰہی میں لوٹے گا استغراق حق لوٹے گا۔ اے عزیز! جو نجس جسم ہے وہ نہ اس جہان کا نہ اس جہان کا۔ اے عزیز! ہر شخص اپنی اصل پہ لوٹے گا۔

اصل اور ہے اصل اور ہے۔ اے دل عزیز! تجھے لوٹنا ہے پھر تُو اگر اپنے اُوپر نظر ڈالے تو تجھے تیری اصل کا پتہ چل جائے گا۔ اگر تُو اہلِ شیخ کا مخالف ہے تو اہلِ نفس میں سے ہے اور اے عزیز اگر تُو کسی قلب میں ہے تو اہل علم ہے اور محض تیرے اور تیرے مالک کے درمیان حجاب ہے۔ اور جس کے درمیان جتنے پردے ہیں اتنا ہی اوجھل ہے۔

اے عزیز! جس کے دل میں جتنی محبت ہے اتنی ہی روشنی ہے۔ اور جس کی جس کے پاس روشنی ہے اتنی ہی چیز پر اس کا مشاہدہ صاف ہے۔ اس لئے اس کو اتنا ہی یقین ہے۔ اے عزیز! جس کو جتنا یقین ہے اتنا ہی وہ پختہ ہے اور جو جتنا یقین سے نفی ہے اتنا ہی دُور ہے۔ تو اے عزیز! جان لینا کہ دل کی دُنیا، دل والوں میں بستی ہے۔ اے عزیز! جس دل میں کسی کی نظر نہیں وہ دل دل نہیں۔ جس دل میں وسیلہ نہیں اس دل میں محبت نہیں۔

اے عزیز! ایک بیج پھل پیدا کرتا ہے وہ پھل تنے اور ٹہنیوں کے وسیلے سے پیدا ہوتا ہے۔ راکھ میں پھل پیدا نہیں ہوتا۔ تو اے عزیز! جس کے پاس وسیلہ نہیں اس کے پاس مُراد نہیں۔ اے عزیز! جس کا دل سلامت نہیں



Marfat.com

اس کی نہ اس جہاں میں سلامتی نہ اُس جہاں میں سلامتی۔

دل انسانی جسم کے اندر سردار ہے۔ اے عزیز! سردار کو رعیت کا حال معلوم ہوتا ہے۔ سردار بگڑ جائے تو رعیت بگڑ جاتی ہے۔ اگر سردار صحیح ہے تو رعیت بھی صحیح ہے۔ اے عزیز! اگر دل صحیح ہو جائے گا تو ہر عضو صحیح ہو جائے گا۔

اے عزیز جس سواری پر رہبر سوار ہے اس سواری کی منزل بھی وہی ہے جو سوار کی ہے۔ اے عزیز! اگر دل میں طبعزاد ہے تو وہی تیرا سوار ہے۔ اس لئے تیرے جسم کی بھی منزل وہی ہے جو تیرے سوار کی ہے۔ اسی طرح جس قسم کا تیرا محبوب ہوگا۔ ویسا ہی تیرا حشر ہوگا۔

اے عزیز! جب تُو اپنی ہی محبت کی عبادت میں ہے تو سب سے پہلے اپنی ہی محبت کی عبدیت کرنا ہے۔ تو اے عزیز! تجھے لازم ہے کہ عبدیت تیری کس حیثیت کی ہونی چاہیئے۔ کہیں ایسا نہ ہو کہ تیری عبدیت شرک پیدا کر دے۔ اس واسطے سرکارِ دوعالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ "جب تک جان، مال، اولاد سے بڑھ کر مجھ سے محبت نہ کرو گے نہ تو تم مومن ہو گے اور نہ اللہ جل شانہٗ کے عبد ہو گے۔

اے عزیز! اللہ جل شانہٗ سے بڑھ کر اپنی مخلوق کو چاہنے والا کوئی نہیں۔ اگر محبت کا تم سے مطالبہ نہ کرتا تو اے عزیز جس سے تمہیں محبت ہوتی اس کی عبادت میں رہ جاتے۔ یہاں یہ بات یاد رکھ لینا کہ جن عورتوں پر اللہ جل شانہٗ راضی ہوتے ہیں۔ اے عزیز ان کی دُعائیں زیادہ ناکام ہوتی ہیں اور



Marfat.com

کامیاب کم ہوتی ہیں۔ یہ عجیب و غریب بات ہے۔ پیار والے کے مطالبے کو پہلے دیکھا جاتا ہے کہ یہ مطالبہ اس کے حق میں خیر بھی ہے یا نہیں۔

اے عزیز! جس بچے سے سخت پیار ہو اس کی باتیں ملتے کم ہو اور رد زیادہ کرتے ہو۔ اسے یہ کہہ کے ٹال دیتے ہو کہ بچہ نے دوسروں کا اثر لے کر آ گیا ہے۔ اس کے حق میں مناسب نہیں ہے۔ دوسرے کا بچہ اگر مانگے تو اس میں ذمہ داری اس کی ہے۔ لیکن اگر اپنا بچہ دو آنے مانگے تو کہو گے آج کل کچے بیر کا موسم ہے۔ یہ بیر کھائے گا تو اس کو کھانسی ہو جائے گی۔

اے عزیز! یہ جو اللہ والے، یہ دل والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ان کے حق میں دعائیں کیوں نہیں سنتا۔ اس لئے کہ اللہ جل شانہ کو ان سے کمال محبت ہے۔ ان کو وہی دیتا ہے جو خیر ہوتی ہے۔

اے عزیز! کسی ماں سے پوچھو۔ وہ رات کو بچوں کے لئے کھانا پکانے سے پہلے سارا دن اس کو چنتی ہے جو اس میں سے نقصان دینے والی چیزیں ہیں وہ نکال دیتی ہے۔ سب خیر کر دیتی ہے۔ اے عزیز! جس ماں کو اولاد سے محبت نہیں اسے نفع نقصان سے غرض نہیں۔ وہ تو بس فرض پورا کرنے کے لئے ہنڈیا چڑھائے گی۔ بچوں نے اگر کہہ دیا کہ ماں اتنا نمک مرچ ہے۔ تو کہے گی تم تو ایسے ہی ناک بھویں چڑھائے بیٹھے ہو۔ تمھیں تو کھانے کی تمیز ہی نہیں۔ اے عزیز! وہ اس کا اعتراف نہیں کرے گی کہ میرا



Marfat.com

تعلق کھانا پکانے سے ہے۔ تمہارے لئے ہیں اپنا فرض ادا کرنے بیٹھ جاتی۔ یہ ایک مامتا کا حال ہے۔ اے عزیز! جس رب کو ستر گنا محبت ہے۔ جب محبت والا اس سے سوال کرتا ہے تو وہ اس سوال کو دیکھتے اور پہچانتے ہیں کہ میرے بندے نے جو کچھ مانگا ہے وہ اس کے فائدے میں ہے کہ نہیں۔

یہ بچہ آج کو جانتا ہے اور کل سے بے خبر ہے لیکن میں آج کی خبر بھی جانتا ہوں اور کل کی بھی جانتا ہوں۔ اس لئے مجھے تو بچوں کی صحت تباہ نہیں کرنی چاہیئے۔ اس میں سے جو مناسب اور خیر ہوتا ہے وہ اللہ دیتے ہیں۔

اے عزیز!

مجھے یہاں حضرت جلال الدین رومیؒ کی ایک کہانی یاد آگئی۔ ایک سپیرا تھا، اس نے ایک بہت خوب صورت سانپ پکڑا اور اسے پٹاری میں رکھ گیا۔ وہ سردی سے ٹھٹھرا ہوا تھا۔ وہ سانپ بہت ہی حسین تھا۔ اس نے دل میں کہا ایسا حسین سانپ تو کبھی ہاتھ آیا ہی نہیں۔ رات کو چور آئے اور پٹاری کو لے کر چلتے بنے (سبحان اللہ) جس کو جس چیز کی طلب ہوتی ہے، اس کو وہی نظر آتا ہے۔ یہ دنیا والے جس کو فقیر سے پیسے کی طلب ہوتی ہے اُن کو میں بڑا امیر نظر آتا ہوں۔ اور جس کو رب کی طلب ہے اس کو اللہ نظر آتا ہے۔

حضرات صحیح کہہ رہا ہوں۔ مجھے آج ہی تمہارے ایک غیر مسلم بھائی کی چٹھی آئی ہے۔ نہ معلوم بتوں کو کیا ہو گیا۔ میں تو صحیح کہہ رہا ہوں وہ تو یہی لکھتے ہیں کہ "خط لکھنے سے پہلے میں نے اپنے دائیں کو ٹٹولا، میں نے اپنے بائیں



Marfat.com

کو ٹٹولا، میں نے اپنے دل کو ٹٹولا۔ سب طرح ٹٹولا کہ کہیں کوئی آرزو چھپی ہوئی تو نہیں، میری محبت میں شرک تو نہیں لیکن اس کے بعد یہ محسوس ہوا کہ چھپی ہوئی کچھ بھی نہیں۔ میں خالی ہوں، میں تو صرف ایک نظر خسروانہ چاہتا ہوں۔ بس اجازت چاہیے اس سے زیادہ نہیں"۔ ہم مسلمان ہیں مجھے ترس آیا۔

اے عزیز! وہ تو غیر مسلم ہے۔ اس کو جس سے محبت ہے، اس کا مذہب وہی ہوگا جو اس کی محبت کا ہے۔ جوں جوں محبت پختہ ہوتی چلی جائے گی وہ محبوب کا ہوتا چلا جائے گا، عاشق تو یونہی بدنام ہوتا رہے گا۔

اے عزیز! اس لئے تو اللہ کہتے ہیں کہ میرے محبوب سے محبت کر" جوں جوں اس کے محبوب کے ساتھ محبت ہوتی جائے گی اسی طرح عشق محمد صلی اللہ علیہ وسلم تجھ کو معلوم ہوتا چلا جائے گا۔ اور تو مجسم دین محمد صلی اللہ علیہ وسلم بن جائے گا۔

اے عزیز! جس کو جس سے محبت ہوگی اس کا مذہب بھی وہی ہوگا۔ تو اے عزیز! وہ سپیرا بیٹھ کر لگا بددعائیں کرنے کہ رب العزت اتنے برسوں کے بعد بڑا خوب صورت سانپ ہاتھ آیا۔ یہی تو میری زندگی کا سرمایہ تھا۔ یہ چور لوٹ کے لے گیا ہے۔ کسی طرح وہ چور مل جائے تو میرا سانپ مل جائے گا۔ بس میں سانپ لے کر خوش ہو جاؤں گا۔

وہ صبح دعائیں مانگتا ہوا تلاش میں نکلا۔ وہ ایک مقام پر پہنچا تو دیکھا کہ چور کا انتقال ہوا ہے۔ اور ساتھ ہی سانپ بھی مرا ہوا ہے۔ جب لوگوں



Marfat.com

سے پوچھا کہ کیا بات ہے۔ تو انھوں نے بتایا کہ میاں اس سانپ نے اس کو ڈس لیا تھا۔ اب یہ مر گیا ہے لیکن ہم نے بھی موذی کو بچنے دیا ہے۔

وہ سپیرا شکر کا سجدہ بجا لایا کہ اے مالک تو علیم الخبیر ہے۔ میں نے اسے سردی میں ٹھٹھرا ہوا دیکھا۔ یہ تو اتنا زہریلا تھا کہ اگر پٹاری کھول کے خالی ہوا بھی دیتا تو میں جان سے چلا جاتا۔ تو نے بڑا کرم کیا کہ میری دعا قبول نہیں کی۔ اگر دعا قبول کر لیتا تو جان کی خیر نہیں تھی۔

تو اے عزیز! دنیا والوں کی اس سپیرے کی مثال ہے۔ یہ اپنے سانپ کے لئے دعائیں مانگتے رہتے ہیں۔ اے عزیز۔ اللہ تبارک وتعالیٰ مسلسل ناکامیوں سے ان کے نفس کا کچومر نکالتے ہیں تاکہ ان کا دل زندہ ہو جائے اور جب دل زندہ ہو جائے تو میں جلوہ گر ہو جاؤں، اور جب میں جلوہ گر ہو جاؤں تو ان کو جمال محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی نہ دکھاؤں۔ اے عزیز! جمال سے یہ نجات پا جاتے ہیں۔

اے عزیز! یاد رکھنا جمال کو دیکھنے کا عاشق کا طریقہ اور ہے اور اہلِ عقل کا اور ہے۔ اے عزیز! اہلِ دل میں پہلے ہی سے عشق آتا ہے۔ اللہ کا عشق آتا ہے۔ اللہ کی نظر آتی ہے اس نظر سے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات پاک کو دیکھتا ہے۔ اے عزیز! اللہ کے عشق میں فنا ہو کر جب اس کے محبوب کی ذات کو دیکھتا ہے تو اس کا محبوب اس کی سمجھ میں آتا ہے اور اسے معرفت محبوب حاصل ہوتی ہے۔ اور اے عزیز! وہ جب محبوب کی ذات



Marfat.com

میں فنا ہو کر اللہ جل شانہ کو دیکھتا ہے تو اس کا مقام عبدیت سمجھ میں آتا ہے۔ پھر اسے سمجھ میں آتا ہے کہ اللہ کیا ہے۔

اے عزیز! وہ نعت رسُول کی وادی میں ہے۔ معرفتِ باری تعالیٰ میں ہے۔ اور فنافی اللہ کی وادی میں معرفت رسُول ہے۔ عاشق محبوب میں ہے اور محبوب عاشق میں ہے۔ وہ جس گھر میں ہے جب وہ وہاں پہنچے گا تو وہ نظر آئے گا۔

تو اے عزیز! تجھے لازم ہے دارے یہ تفریح گاہ نہیں۔ یا تو سو جایا کرو یا سر سے ٹوپیاں اُتار کر باہر ٹہلا کرو یا پھر مجلس میں قاعدے کے اندر بیٹھا کرو۔ یہ بالکل تفریح گاہ نہیں ہے۔ میں اس معاملے میں صرف پندرہ منٹ چاہتا ہوں۔ زیادہ نہیں صرف پندرہ منٹ۔ اس میں بھی کوئی ٹوپی اُتار رہا ہے کوئی سر کھجلا رہا ہے۔ جیسے یہ کوئی ریسٹورنٹ ہے۔ یہ ریسٹورنٹ نہیں ہے میں آپ کو صحیح بتا رہا ہوں۔ اس وقت کو رو یا کرو گے اور اتنا ماتم کیا کرو گے کہ یاد کرو گے فقیر بتا ہی نہیں سکتا۔ ہم ہی اپنا حال جانتے ہیں۔)

کہنے سے یہ مقصود ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے جب ذکر و فکر کی مجلس ہوتی ہے تو اس کی میں ایک چھوٹی سی بات سُناتا ہوں کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث پاک ہے کہ جب ایک حافظ کلام پاک سُنانے کے لئے مسجد کی طرف جاتا ہے تو ملائکہ راہ میں اپنے نوری پر بچھاتے ہیں۔

اے عزیز! یہ تو وہ ہیں جن کے سینے میں قرآن کے الفاظ محفوظ ہیں۔



Marfat.com

اور اُن سینوں کا کیا عالم ہے جن سینوں میں ان الفاظ کا نُور محفوظ ہے (سبحان اللہ)
اے عزیز! کسی کے سینے میں فیض رکھ دیا اور کسی کے سینے میں نُور رکھ دیا۔ اے عزیز! اہلِ نُور اہلِ فضیلت ہیں۔

تو اے عزیز! جان لینا کہ ان صحبتوں کے اندر انسان ہی نہیں بلکہ اللہ تعالیٰ کی وہ مخلوق رجوع ہوتی ہے جس کو اللہ سے محبت ہوتی ہے۔ اے عزیز! انھیں بڑی تکلیف پہنچتی ہے ہماری بے ادبی سے ہماری غلط نشستوں سے۔ اور پھر یہ تکلیف رنگ لے آتی ہے۔ اس لئے حکم یہ ہے کہ جس وقت تم ذکر و فکر کے حلقے میں بیٹھو تو بیدار ہو کے بیٹھو۔ باادب اور بانصیب ہو کے بیٹھو۔ اب وہ بچپنا تو ہے نہیں کہ میں ہر ایک کو سمجھا تا رہوں۔ اے عزیز، اس عمر میں میں تمھیں کچھ کہتے ہوئے خود بھی شرماتا ہوں۔ لیکن واقعہ تو یہ ہے کہ جو اللہ کہتے ہیں میں وہ عرض کر رہا ہوں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ اپنا فضل و کرم فرمائیں۔

اے عزیز! جب اہلِ ظاہر کی کوئی دُعا قبول نہیں ہوتی تو اللہ کے ساتھ کبھی ان کی دُعا و سلام نہیں ہوتی۔ اور جب دل والوں کی کوئی دُعا نامُراد ہوتی ہے تو وہ شُکر کے سجدے بجا لاتے ہیں کہ اس میں کوئی خیر تھی وگرنہ ہم نہ جانے کس بلا میں پڑ جاتے۔

کسی زمانہ میں ایک فلسفی تھے وہ کہیں جا رہے تھے تو راستے میں تربوز پڑا دیکھا۔ اس نے کہا تربوز کا بھی درخت ہونا چاہیئے۔ اس نے دیکھا تربوز کی بیل کے ساتھ کوئی من بھر کا تربوز لگا ہوا ہے اور کیکر اتنا بڑا درخت ہے اس کے ساتھ



Marfat.com

چھوٹی سی ٹِبلی لگی ہوئی ہے۔ کہنے لگے واہ اللہ جل شانہٗ تیری حکمتوں کے قربان۔ لوگ کہتے ہیں کہ تُو بڑا سمجھدار ہے۔ اتنی سی نازک بیل پہ تو مَن بھر کا تربوز لگا دیا اور اتنے بڑے بیڑ پہ اتنی سی ٹِبلی دی۔ اتفاق کی بات انہوں نے اپنی ٹوپی اُتار دی، اب جب ٹوپی اُتاری تو سر سے فارغ البال تھے یعنی سر پہ بال وال نہیں تھے۔ ہوا کا ایک جھونکا آیا تو کیکر کی ایک ٹِبلی ٹوٹی اور اُن کے سَر پہ لگی۔ اب وہ سَر پہ اتنی زور کی لگی کہ تکلیف ہوئی۔ فرمانے لگے کہ بے شک تُو بڑا حکیم اور علیم و خبیر ہے۔ اگر یہ مَن بھر کا تربوز آج اُوپر لگا ہوتا تو آج اپنی خیر نہیں ہوتی۔

اے عزیز! جب معاملہ سامنے آتا ہے تو انسان کو اللہ تبارک وتعالیٰ کے فیصلے نظر آتے ہیں۔ ان کی خیر نظر آتی ہے۔ اے عزیز دل والے اپنی ناکامیوں پہ بھی راضی ہیں اور اہلِ ظاہر اپنی کامیابیوں پہ راضی نہیں۔ اے عزیز! جبکہ اللہ جل شانہٗ ان کو نعمتیں دیتا ہے۔ اس کا شکر نہیں کرتے بلکہ وہ نعمت گنواتے ہیں۔ کہ وہ تو اتنی تھی ہی نہیں۔ وہ چیز تو تُو نے دی ہی نہیں۔ اگر وہ دیتا تو ہم تجھے اللہ مانتے۔ اور جب رب وہ دے دیتا ہے تو کہتے ہیں واہ ابھی تو وہ نہیں دی ابھی وہ نہیں دی۔

میں سچ کہتا ہوں اہلِ دُنیا کی آخرت، اہلِ ظاہر کی آخرت مال و دولت کے پاس ہے۔ کچھ بیٹے بیٹیوں کے پاس ہے۔ کچھ پوتے پوتیوں کے پاس ہے۔ کچھ نواسے نواسیوں کے پاس ہے۔ اللہ اور اللہ کے رسُول کے پاس تو ہوتی ہی نہیں۔



Marfat.com

اے عزیز! وہ اپنی آخرت کے کام کرتے ہیں۔ بیٹے کا کام ہو جائے تو یوں کروں گا۔ نواسی کی شادی ہوئی تو حج کروں گا۔ اور یہ ہو جائے تو یوں کروں گا۔ یہ ذرا ان کے دو چار مکان بن جائیں۔ روزی کی مہولت ہو جائے۔ یعنی یوں سمجھو کہ رزاق کا دعویٰ بھی کرتے ہیں۔ جیسے کہ نعوذ باللہ جو اُن کو رزق دینے والا ہے اُس کے پاس رزق ختم ہو گیا ہے۔ وہ اب کسی کو دے ہی نہیں سکتا۔

تو اے عزیز! جیسے ہمارے اُن کے ساتھ ایمان ہیں ویسے ویسے ہی ہمیں تھپیڑ بھی آتے ہیں۔ اے عزیز! اہلِ دل کی مثال ایسی ہے کہ جس کی جڑیں اوپر اوپر ہیں۔ وہ اُٹھ کے سیدھے ہوتے رہتے ہیں۔ لیکن اہلِ دل حوادثِ زمانہ میں بھی مطمئن رہتے ہیں۔ ان کی مثال اس پہاڑی کی طرح ہوتی ہے جس سے اچھی بُری آوازیں ٹکرا کے واپس آ جاتی ہیں۔ لیکن پہاڑ اپنے مقام پر قائم رہتا ہے تو اے عزیز! اہل دل وہ ہیں جن میں اللہ اور اللہ کے حبیب پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت ہے۔

محبت کو یوں نہ سمجھ لینا۔ یہ کوئی کھیل تماشا نہیں ہے۔ اے عزیز! جن راہوں کو روشن کرنا ہے ان راستوں پر تیل پسینہ پڑے گا۔ جس چراغ نے راہوں کو روشن کرنا ہے اسے اپنا تیل پینا پڑے گا۔ اور اے عزیز! جتنا پردے میں ہے اس کو وزن اُٹھانا پڑے گا۔ جس نے مقام لینا ہے اسے قربان ہونا پڑے گا۔ اے عزیز۔ جس نے منزل لینی ہے اُسے راہ پہ چلنا پڑے گا۔ اے عزیز۔ جس کو رب تبارک وتعالیٰ کے عرفان اور جلوے لینے ہیں اسے اللہ تبارک وتعالیٰ کی



Marfat.com

اطاعت کی تکمیل کرنا ہوگی۔

اللہ کی اطاعت کی تکمیل کا مطلب ہے اللہ کے حبیب پاک تاجدار مدینہ فخرِ بنی آدم سید البشر نُورِ مجسّم حضور پُر نور رحمت اللعالمین حضرت سیدنا احمد مجتبےٰ محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت۔

اے عزیز! جب تُو اپنا فرض پُورا کرے گا تو پھر انعام کی باری ہے۔ دُنیا کا قاعدہ ہے کہ جب تم نوکری کا مہینہ پُورا کرتے ہو تو تنخواہ آتی ہے۔ یہ نہیں ہوا کرتا کہ تم نوکری پہ جاؤ نہیں اور تنخواہ مہینہ بھر کی آتی رہے۔

اے عزیز! ابتدا تیری طرف سے ہے انتہا اس کی طرف سے ہے۔ جیسی ابتدا کرے گا ویسی انتہا لے گا۔ جیسی راہ چلے گا ویسی مُراد پالے گا۔ اور جیسے کے پاس بیٹھے گا ویسا ہو کر ہی رہے گا۔ اور جیسے عشق کرے گا ویسا ہی معشوق بن کے رہے گا۔

ایک معمولی سا درخت پھل دینے سے پہلے آپ سے خرچہ لیتا ہے۔ ایک معمولی سا بیری کا درخت لگاتے ہو تو اس کا کتنا خرچ آتا ہے۔ مگر جنت ایک ایسا پھل ہے جو بلند تر ہے اور اگر وہ واقعی کوئی بلند تر چیز ہے تو بلند تر کی حیثیت سے اتنا خرچ تو کرنا ہی پڑے گا۔ اور جو کسان کھاد پہ تو خرچ کرنا نہ چاہے اور پھل کے لئے جگہ بناتا پھرے تو وہ بے وقوف ہے۔

محبت میں انسان کو پہلے ایثار اپنانا چاہئے۔ تو دید بھی نور ہے شنید بھی نور ہے، آواز بھی نُور ہے تو دُعا بھی نور ہوئی۔ تو کہا کہ یہ جن کے قلب پھٹ



Marfat.com

گئے ہیں چونکہ وہ حق اللہ جل شانہ کی طرف سے پیدا کیا گیا تھا تو ان انوار کی وہ تاب نہ لا سکے ، اور جن کو محبت الٰہی مل گئی ان کے اندر یہ انوار سما گئے۔

تو یہ جتنے بھی اہل اللہ جانشین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اے عزیز! یہ تو وہیں سے ہوتے ہیں اور اُن کی آواز میں نُور ہوتا ہے۔ اس لئے ان کے کلام میں لذّت ہے۔ احوال میں لذت ہے۔ اور جہاں اندھیراہٹ بنتا ہے وہاں روشنی ہو جاتی ہے۔ جہاں روشنی ہو جاتی ہے وہاں سکون ہو جاتا ہے۔ جب انسان اہل اللہ کا وعظ سُنتا ہے۔ ارشادات سُنتا ہے تو اے عزیز! اس کے باطن میں سے اندھیرا نکلنا شروع ہو جاتا ہے۔ روشنی پیدا ہونی شروع ہوتی ہے۔ تو اس روشنی کی وجہ سے سکون ہو جاتا ہے، لذت پیدا ہو جاتی ہے۔

اس لئے اہل اللہ کے اقوال کو بڑے غور اور فکر سے سُننا چاہیئے۔ ان کے ارشادات کو پوری بیداری کے ساتھ سُننا چاہیئے۔ بیداری غذا کا ذائقہ محفوظ کرتی ہے۔ اگر طوطے کے مُنہ میں ڈال دی جائے تو نہ اس کو لذت ہے نہ کیفیت ہے۔ تو بیدار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ پوری طرح اپنے شیخ کے ارشادات کی طرف رجوع رہے۔ اس کے تصور میں رہے اور فکر میں رہے۔ اور جب اس کے وعظ ارشادات سُنتا رہے تو دیکھو پھر کیا حالت پیدا ہوتی ہے۔

تو اس وقت وقت تھوڑا ہے، یہ سب کچھ اتمام حُجت کے لئے تھا۔



Marfat.com

ایک ہی محبت کے موضوع پر بولتا ہوا چلا آرہا ہے۔ میرا خیال تھا کہ میرے بڑے بڑے دوست عالم فاضل ہیں وہ محبت پہ بات کریں۔ کہنے لگے محبت پہ نہ اتنا کوئی بولے گا نہ کوئی لکھے گا۔

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث ہے کہ ہر جدید لذیذ ہوتا ہے۔ اور اسی واسطے فقراء ریاضت کو عبادت نہیں بناتے کہ لذت نہ چلی جائے۔ جس طرح تمہارے ذمہ کا حق ان پر ہے اسی طرح ان کا حق تم پر بھی ہے۔ دونوں کا حق ہے۔ سننے والے کا بھی اور سنانے والے کا بھی۔ سنانے والے کو تیاری کرنی چاہیئے اور ایک اصول اور ایک قاعدے سے اس کو پڑھنا چاہیئے۔ نعت شریف جب پڑھیں تو پہلے درود شریف پڑھ کے پھر نعت شریف پڑھیں۔

تو اللہ جل شانہٗ تو پھر اللہ جل شانہٗ ہیں۔ انھوں نے تعلق والوں سے وعدے کئے کہ جو اس تعلق کو برقرار رکھے۔ اس تعلق کی لاج پالے۔ تو تعلق میں قدم ڈالنے کا اختیار بندے کو دے دیا۔ اور تعلق کا مُراد کو پہنچنے کے بعد انعام اپنے ذمے لیا کہ جو چاہیں عطا فرمادیں۔

گدا کے ذمہ صرف سوال ہے۔ یہ مسئول کے ذمے ہے کہ گدا کے متعلق کیا فیصلہ کرے۔ وہ سوال کرتا رہے۔ اور جب سوال میں استقامت ہوتی ہے تو عطا میں تواتر شروع ہو جاتا ہے۔ جب سوال میں استقامت ہوتی ہے یعنی سوال پہ قائم رہتا ہے تو اس کی مثال یوں سمجھو کہ جیسے کوئی بھکاری کسی امیر کے گھر پر روز جا کر سوال کرے وہ ایک دن نہیں دے گا دو دن نہیں دے گا



Marfat.com

تین دن نہیں دے گا آخر ایک روز اس میں غیرت پیدا ہو جائے گی کہ بار بار یہ کیا سوال کرتا ہے۔ اب جناب اس نے دینا شروع کیا۔ اب وہ روز سوال کرے گا روز دیتا جائے گا۔ کیوں؟ اس لئے کہ وہ اپنے سوال میں فقیر نکلا۔ اولیاء کیا۔ میں نے تو دنیا میں بھی دیکھا ہے کہ جس گلی جس محلے میں فقیر کو ہٹرکیاں پڑتی ہوں کہ صبح صبح جگا دیتا ہے اس کو کوئی اور کام ہی نہیں ہے۔ فقیر اس کی پرواہ کئے بغیر پھر وہیں سے شروع کرتا ہے۔ حتیٰ کہ وہ وقت آ جاتا ہے کہ اہلِ محلہ انتظار کرتے ہیں کہ میاں وہ جو فقیر صبح کے وقت آیا کرتا تھا وہ آیا ہی نہیں۔ یعنی ان میں یہ چیز پیدا ہو جاتی ہے۔ تو پھر ہر سوال پہ عطا ہونی شروع ہو جاتی ہے اور پھر جس دن سائل در پہ نہ آئے تو سخی باہر جھانکنا شروع کر دیتا ہے، کہ کیا ہوا آج سائل نہیں آیا۔

یہ تو دنیا کے سوال کی بات ہے اور اللہ جلّ شانہٗ ایسی سخا کے مالک ہیں کہ روز ہی مانگنے والے کے لئے جھانکتے ہیں۔ ان کے خزانے میں کمی نہیں محدود کبھی کبھی جھانکتا ہے اور جس کی حد نہیں ہوتی وہ روز جھانکتا ہے۔ شرط یہ ہے کہ سوال کے اندر استقامت ہو یعنی اللہ تبارک وتعالیٰ سے مانگنے میں استقامت ہو، انسان قائم ہو۔ انھیں مل جاتا ہے۔

تو اے عزیز! ایک خاص چیز یہ ہے، سائل جب وہ معطی (عطا کرنے والے) کی آل واولاد کو دعائیں دیتا ہے جس گھر پہ وہ سوال کرتا ہے اس کی آل واولاد کو پہلے دعائیں دیتا ہے۔ پھر اس کی تعریف کرتا ہے کیوں؟ وہ



Marfat.com

اسس کے دل کی محبت کو اشتیاق دلاتا ہے۔ اس کے تعلق کو اشتعال دیتا ہے اور جب اشتعال پیدا ہوتا ہے تو جہاں اشتعال ہوتا ہے تو وہاں قانون جواب دے جاتا ہے وہ بروئے کار آجاتا ہے۔ اشتعال میں ضابطہ ختم ہوتی ہے۔ سوچ سمجھ میں نہیں ہوتی۔

تو بھائی اللہ جل شانہٗ کی اولاد وغیرہ تو ہے نہیں۔ اب اس کے رحم کو کیسے متحرک کیا جائے۔ اس کے رحم کو کیسے جوش دلایا جائے۔ ان کا یہ ہے کہ کوئی انہیں پسند آجائے۔

لاہور میں اہلِ علم بیٹھے تھے تو نعت کے اوپر بحث چھڑی۔ میں نے کہا۔ "اس کا نام نعت ہے لیکن یہ نعت کے پردے میں ذکرِ خدا ہے۔" کہنے لگے کیوں؟ میں نے کہا سنو: عاشق محبوب کی حمد و ثنا سے زیادہ خوش ہوتا ہے۔ آپ ہی بتاؤ جب نعت ہوتی ہے تو کس طرح ہوتی ہے۔ کس کی رحمتوں کے نزول شروع ہوتے ہیں۔ وہ صفات کیا ہوتی ہیں۔ بات دراصل یہ ہے کہ اس کی پسند ہے۔ تو اس نے کہا کہ میرے حبیب کا ذکر ہی میرا ذکر ہے۔ ان کی اتباع میری ہی اتباع ہے۔ اور ان کا دیکھنا مجھی کا دیکھنا ہے۔ ان کی صحبت میری ہی صحبت ہے۔ تو پھر میں نے کہا" ان کی نعت کس کا ذکر ہے؟ باقی ذکر ان کا اور نعت اُن کی"۔ تو میں نے کہا یاد رکھنا، جب وہ ہر چیز محبوب کی ذات اور صفات سے متعلق اشارہ فرماتے ہیں کہ یہ میرا ہی ہے۔ تو وہ چیز ان سے منسوب ہو جاتی ہے اور وہ بھی انہیں کی ہے۔



Marfat.com

یہ اہل اللہ انہی سے منسوب ہونے کی وجہ سے اس کے ہیں۔ ذرا ذات
رسول بنا کر اس کا ہو کر تو دکھائے۔ تو میرے عزیز! بنجر جس کی اولاد نہیں۔ وہ بنجر
بھی اس رعایت کا مستحق نہیں۔ لیکن وہ جو ان کو پسند آ گیا۔

تو اللہ تبارک و تعالیٰ کے حبیب پاک سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم سے
نسبت ان کے مقبول اور محبوب امتیوں کا ذکر جنہیں اہل اللہ کہا جاتا ہے۔ گویا ان
کے رحم کو متحرک کرتا ہے۔ تو یہ ایک بہانا ہوتا ہے۔ حقیقت میں انہی کی محبت
کی یاد کو قائم کر کے انہی کے رحم و کرم کو متحرک کر کے جب سوال کیا جاتا ہے تو
وہ قبول ہوتا ہے۔ تو یوں سمجھو کہ نفع آخر ہمارا ہی ہے۔

اللہ نے ایمان محبت پر رکھا ہے۔ محبت حال ہے اس کا سوال بھی حال
ہونا چاہیئے۔ تو جو مال میں برکت مانگتا ہے تو پہلے اسے مال گرہ سے تھوڑا سا
نکالنا چاہیئے۔ جو کسان گھر میں اناج مانگتا ہے اسے پہلے اپنے گھر کا اناج کھیت
کو دینا چاہیئے۔

تو سوال یہ کہ اللہ کو دینا ہو تو کس طرح دے۔ وہ اس طرح ہے کہ اہل اللہ
کی خدمت میں جو مال صرف ہوتا ہے وہ اللہ کو دینا ہوتا ہے۔ زمین میں چند
مٹھیاں اناج دینے کے بعد وہ زمین بھی کتنی غیرت والی ہے کہ کتنا اناج گھر بھیجتی
ہے۔ تو اللہ جل شانہٗ کا اندازہ تو کر کہ وہ لوٹائیں گے تو کس اصول سے لوٹائیں گے
جب اس نے اپنی مخلوق میں یہ صفت رکھ دی۔ زمین بھی اس کی مخلوق ہے اس
میں یہ صفت رکھ دی کہ مٹھی بھر اناج اگر دے تو دس مٹھیاں ضرور دے دینا اب



Marfat.com

جو وہ خود لے لے۔ تو اس میں نقصان نہیں ہے۔ جو لوگ مال میں سے اللہ کی طرف بانٹتے ہیں ان کے مال میں برکت پیدا ہو جاتی ہے۔

یاد رکھنا اے عزیز! جو اعمال میں بڑھتے اس کے اعمال میں روشنی پیدا ہو جاتی ہے۔ یعنی نیکی اختیار کرتے ہیں۔ جب نیکی مقبول ہوتی ہے تو روشنی عطا ہو جاتی ہے۔ جب ذکر کرتے ہیں وہ ایک طرح سے اللہ جلّ شانہٗ کے ہاں مقبول ہو جاتے ہیں۔ ایک وقت وہ ذکر کرتے ہیں پھر ایک وقت وہ آتا ہے کہ اللہ تبارک وتعالیٰ اس کا ذکر فرماتے ہیں۔ اور جس بندے کا رب ذکر فرمائے تو یہ اہل اللہ بھی اللہ کے وہی بندے ہیں کہ جن کا ذکر اللہ نے کیا۔ یہ اللہ جلّ شانہٗ کے مقبول بندے ہیں۔

اے عزیز! مقبول کی صحبت اور مقبول کی نسبت مقبول بنا دیتی ہے۔

اور اے عزیز! اللہ تبارک وتعالیٰ جس سے راضی ہو گئے اس کی صحبت آپ کو مقبول بنا دے گی۔ جو کچھ ملے گا خزانے کی کھڑکی سے ملے گا۔ تقسیم گھر خزانے کی کھڑکی ہے اور جس کو چاہے اسے میرا محبوب مقرر فرمائے۔

یہ اہل اللہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کے قاصد ہیں۔ اس لئے ان کے حضور میں بڑے ذوق وشوق سے داخل ہونا چاہیئے اور بڑے ذوق وشوق سے حصہ لینا چاہیئے۔ ہر طرح سے۔ اولاد سے ہو۔ جان سے ہو۔ مال سے ہو۔ ہر طرح سے حصہ لینا چاہیئے۔ اور اے عزیز! جس طرح کا ذوق ہے اسی طرح کا ملتا ہے۔ نیکی کی طرف رجوع کرنا بھی نیکی ہے اور نیکی میں مدد کرنا بھی نیکی ہے۔ یعنی نیکی کے ساتھ جس طرح



Marfat.com

سے بھی مدد کی جانے لگی ہے۔ اور جب نیکی ہے تو وہ دُعا کی مستحق ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ کے مزاج کو بنی نوع انسان کی صفات متحرک کرتی ہے۔ یعنی جس میں شکر کی صفت ہوتی ہے اللہ اس کے صلے میں اس کو ترقی عطا فرماتا ہے اور خوش ہوتا ہے۔ جن کے دل میں صبر ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے دوست بن جاتے ہیں اور اس کا ساتھ دیتے ہیں۔

اور میاں جس کو محبت ہے اللہ تبارک وتعالیٰ اس کے لئے معرفت کی راہیں کھول دیتے ہیں۔ تو یاد رکھنا ہر صفت کا ایک متحرک ہے۔ جب تک محرک اپنا کام نہیں کرتا کوئی شے حرکت میں نہیں آتی۔ اور اللہ جل شانہ جو بغیر کسی اشتعال کے کرم فرماتے ہیں تو یہ اس کی عطا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ عادت کی ابتدا کرتے ہیں، خالق کی نہیں یعنی حضرت سیدنا نبینا آدم علیہ السلام کو بغیر ماں باپ کے پیدا فرما دیا۔ پھر صدیوں کے بعد سیدنا نبینا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بغیر باپ کے پیدا فرمایا لیکن باقی کسی کو نہیں۔ اور یہ خالق اس لئے ظاہر کرتے ہیں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ کو اپنی قدرت دکھانی مقصود ہوتی ہے۔ اللہ جل شانہ یہ بتاتے ہیں کہ میں محتاج نہیں محتاج میرے بندے ہیں۔

حضرت سیدنا نبینا موسیٰ علیہ السلام کے پیٹ میں ایک دفعہ درد ہوگیا۔ تو انہوں نے رب تعالیٰ کی بارگاہ میں جا کے عرض کی۔ ارشاد ہوا کہ کچھ سونف کھا لو۔ چنانچہ موسیٰ علیہ السلام نے آ کر سونف چبا لیے تو پیٹ کا درد اچھا ہوگیا۔ کچھ



Marfat.com

دنوں کے بعد پھر پیٹ میں درد ہوا پھر جا کے عرض کی۔ پہلے تو خود سونف کھا لیا اس کا تو پتہ ہی تھا۔ لیکن وہ سونف سے ٹھیک نہ ہوئے اس نے جا کر عرض کرنے لگے کہ باری تعالیٰ کچھ ارشاد فرمائیے۔

ارشاد ہوا اے موسیٰ فلاں شخص کے پاس چلے جاؤ عرض کی کہ باری تعالیٰ اس دن تو آپ نے خود ہی فرما دیا تھا۔ فرمایا اے موسیٰ اس وقت تک ہم نے یہ خدمت کسی کے سپرد نہیں کی تھی۔ (سبحان اللہ) اور جب خدمت سپرد کر دیتے ہیں تو پھر ہم دخل نہیں دیتے۔ سو حضرت سیدنا نبینا موسیٰ علیہ السلام اس حبیب کے پاس چلے گئے۔ انھوں نے کہا کہ کچھ کچے بھنے سونف کھا لو۔ بس کھانے تھے کہ شفا ہو گئی۔

اے عزیز! یہ بھی عرض کر دوں کہ اللہ جل شانہ جس کو کوئی خدمت سپرد کر دیتے ہیں تو وہ اس خدمت کا خادم ہی ہوتا ہے۔ وہ خادم جب مخدوم کے پردے میں ہوتا ہے تو دعا کے پردے میں فیصلہ صادر کر دیتا ہے۔ اس کی مثال یوں سمجھو کہ دنیا کا حکمران جن لوگوں کو جو خدمت سپرد کرتا ہے وہ خدمت کے ساتھ ساتھ کچھ اختیارات بھی سپرد کر دیتا ہے۔

مثلاً ایک پولیس کے سپاہی کو اختیار ہے۔ اس کے سپرد یہ خدمت ہے کہ سڑک پر ٹریفک کو ٹھیک رکھے۔ تا کہ غلط راستے پہ کوئی نہ جائے .... اور ایکسیڈنٹ نہ ہو جائے اور اس کے پاس اختیار یہ ہے کہ اگر کوئی غلط جائے تو اسے پکڑ لے اور بعض اوقات غلط راہ پہ چلنے والے کو چھوڑ بھی دیتا ہے اور پکڑ بھی



Marfat.com

لینا ہے۔ خدمت بھی ہے اور اختیار بھی ہے۔

تو اللہ جل شانہٗ کو کیا سمجھا ہے کہ وہ اپنے دوستوں کو خدمت سپرد کر کے اختیارات سپرد نہیں کرتے نہیں۔ خدمت بھی ہے اور اختیار بھی ہے۔

بڑے سے بڑا عالم ظاہر۔ ظاہری علوم پر بڑے سے بڑا عبور رکھنے والا کس سینے میں اللہ کو پیدا کر دے۔ کسی قلب میں اشتغال تو پیدا کر دے کسی قلب کو طور میں بدل دے۔ کسی بچھڑے ہوئے کو ملا تو دے۔ کسی کی آنکھ سے اشک برسا تو دے۔ کسی روٹھے ہوئے کو منا تو دے۔ تجویز دے سکتا ہے۔ خبر دے سکتا ہے لیکن اہل اللہ کی ہی یہ شان ہے۔ اور میں یہ یوں کہہ رہا ہوں کہ اشارے سے گزر رہے ہو۔ گزرتے رہتے ہو۔ اور بھی گزرو گے۔ ان شاء اللہ۔

یہ کیا ہے۔ یہ اختیار ہی کی تو شان ہے کہ جدھر نگاہ ہو گی ادھر ہی کو جاؤ گے۔ جس کو دیکھ لیا اس میں روشنی رکھ دی۔ جو پسند آگیا اس کو پہنچا دیا۔ تو یہ تمہارے یقین کی منزل ہے۔ اللہ تبارک و تعالیٰ کا پیغام پہنچانے کا ایک یہ بھی طریقہ ہے۔ اور ایک ظاہری اصول بھی دیکھو۔ جو اہلِ ظاہر پیغام حق پہنچاتے ہیں اُن کو خبر ہی خبر ہے۔ معرفت کرنے میں انھیں قدرت نہیں جو خود واقف نہیں کسی کو کیا واقف کرے گا۔

یہ اہلِ حضور ہیں۔ اہلِ حضور جن پر راضی ہو جاتے ہیں انہیں مقبولوں میں کر دیتے ہیں۔ اور جن کے باطن میں اللہ تبارک و تعالیٰ کی تجلی ہوتی ہے



Marfat.com

جس کو قلبی نظر سے دیکھ لے۔ اس کے دل کو زندگی بخش دیتے ہیں۔

حضرت سیدنا عیسٰے علیہ السلام کو یہ معجزہ عطا فرمایا گیا کہ جس مُردے کو کہتے تھے زندہ کر دیتے تھے۔ اور اللہ جل شانہٗ نے اپنے محبوب کے محبوبوں کو یہ شان عطا فرمادی کہ جسے دیکھ لے اُسے موت سے فارغ کر دے گا۔ زندہ کرنے کے علاوہ بھی ہے۔ (سبحان اللہ) محبوب کو بھی یکتائی عطا فرمائی۔ ان کا ثانی نہیں ہے۔ اور محبوب کے محبوبوں کو جو شان بخشی ہے اس کی بھی مثال نہیں۔ یہ اللہ تبارک وتعالیٰ کے چاہنے والوں کی شان ہے یہ اس کی عظمت ہے۔

اس لیے اب اس سے بڑی نعمت کوئی نہیں ہے۔ اللہ جل شانہ جن پر راضی ہونا چاہتے ہیں، جن کو اہل معرفت میں سے کرنا چاہتے ہیں، جن سے راز و نیاز کرنا چاہتے ہیں، جن کو اپنی طرح کا ہی بنانا چاہتے ہیں، انہیں دوستوں کی صحبت عطا فرماتے ہیں۔

اے عزیز! جب تک تم بھی کسی پر راضی نہ ہو تو اس کو بھی دوست نہیں بناتے۔ جب تک آپ بھی راضی نہ ہوں دوست کے دوست کو نہیں ملاتے۔ لیکن جب آپ راضی ہو جائیں تو آپ فوڑا کہہ دیں کہ میرا ایک دوست ہے آؤ میاں کل تمہیں بھی ملا دیں۔ اب اگر وہ کہہ رہا ہے کہ وقت نہیں تو کہتا ہے کہ اے میاں وقت ہوتا رہے گا۔ تو سچ کہتا ہوں کہ اللہ تبارک وتعالیٰ جب کرم فرماتے ہیں تو دوستوں کے قریب بھی آنے دیتے ہیں۔ دوست کو دوست



Marfat.com

سے ملنے دیتے ہیں۔ کیوں کہ دوست کے پاس دوست کا راز ہوتا ہے۔ اور جب دوست کے پاس پہنچا دیا اس نے تو اپنے دل کے پاس پہنچا دیا۔ اور جس نے شکر کیا اس نے پا لیا۔ اور جس نے شکر کیا وہ مُراد والے بن گئے۔ اللہ تبارک وتعالیٰ ہم پر کرم کی نظر فرمائیں۔ وقت تھوڑا تھا۔ وقت پُورا کر ہی لیا۔

اے عزیز! کچھ رُوحوں نے زبان سے اقرار کیا اور کچھ نے حال سے اقرار کیا۔ اے عزیز جنھوں نے زبان سے اقرار کیا۔ انہوں نے کہا قالوا بلیٰ کہ ہاں تُو ہمارا رب ہے۔ اے عزیز! جنھوں نے حال سے اقرار کیا انھوں نے سر سجدے میں رکھ دیئے۔ اے عزیز! جنھوں نے حال سے اقرار کیا ان کو اللہ تبارک وتعالیٰ نے محبت عطا فرمادی۔ اے عزیز! جنھوں نے اقرار سے اقرار کیا یعنی زبان سے اقرار کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے انھیں عقل عطا فرمادی۔ اے عزیز! جن کو عقل عطا فرمادی وہ حکمت تک پہنچ گئے۔ اے عزیز! جن کو محبت عطا فرمائی وہ معرفت تک پہنچ گئے۔

اے عزیز! آواز میں حکمت ہوا کرتی ہے اور ذات میں معرفت ہوا کرتی ہے۔ اے عزیز! پہلی آواز جو رب تبارک وتعالیٰ نے روحوں کو دی اس سے مقصود اپنی ربوبیت کا اقرار کروانا تھا۔ اے عزیز! اب جن رُوحوں نے اقرار کیا ان کے لئے راستہ بھی تجویز کرنا تھا۔ اے عزیز! دوسری آواز وہ ہے جو وحی کے ذریعے دی۔ اے عزیز! وہ امر ہے۔ یہاں پر ایک بات یاد رکھ لینا



Marfat.com

جو پہلے آواز تھی، اس میں رُوحوں کو اختیار تھا اور جن رُوحوں نے اقرار کیا پھر وحی سے اُن لوگوں کو آواز دی۔ اس میں اس کو اختیار نہیں۔ یعنی کسی بندے کو یہ اختیار عطا نہیں۔

فرمایا: "اللہ تبارک وتعالیٰ کے ان احکام سے جو کلام پاک میں ہیں کسی کو یہ اجازت نہیں بخشی کہ وہ انکار کر سکے۔



Marfat.com

ارشادات

حضور مرشد پاک، صابرِ ثانی، عارفِ لاثانی، شبیہِ بحرِ وفا، ریحان القلوب، لسان التصوف، قطب الاقطاب، الحاج

# حضرت خواجہ شاہ محمّد عارف

قادری چشتی (صابری نظامی) رحمۃ اللہ علیہ

## حسین وہی ہے
## جسے ندامت کے آنسوؤں کا حُسن مِل جائے

نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی حَبِیۡبِہِ الۡکَرِیۡمِ     نَحۡمَدُہٗ وَنُصَلِّیۡ عَلٰی رَسُوۡلِہِ الۡکَرِیۡمِ

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ     اَعُوۡذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیۡطٰنِ الرَّجِیۡمِ

اے عزیز!

یاد رکھنا گوری اور سفید رنگت سے حسین نہیں ہوتا۔ کیا بتاؤں! حسین وہی ہے جسے ندامت کے آنسوؤں کا حسن مل جائے۔ ٹپکتے ہوئے آنسوؤں سے رُوٹھے ہوئے یار کو منالے۔ محبت کی چاندنی سے یار کو دیکھ لے۔ نظر یار کو سہارا بنالے اور جمالِ یار سے سکون پا جائے۔ تڑپنا اور تڑپانا یہ محبت ہے۔ جیسے میں کھو جائے ویسا ہو جائے۔ سمندر میں غوطہ زن ہو تو موتی مل جائے۔ دریا میں غوطہ زن ہو تو پتھر مل جائے۔



Marfat.com

عقل کی بات ہو تو اس میں انسان اُلجھ جاتا ہے اور اگر محبت کی بات ہو اس میں سُلجھ جاتا ہے۔ زبانِ فصاح عقل کی لذت ہے مُنہ سے پینے سے عقل مدہوش ہے اور نظر سے پینے سے رُوح مدہوش ہے۔ عقل کے مدہوش کی کوئی عزت نہیں ہے۔ اس لئے کہ بالمقابل کی عزت سے ناواقف ہے۔

نظر سے مدہوش ہونے والا معزز ہے، اس لئے کہ ابتدا کی بھی خبر ہے اور انتہا کی بھی۔ جب مدہوش ہے بے اختیار ہے۔ عقل کے مدہوشوں سے ہر راہ گیر کنارہ کش ہو جاتا ہے اور دل کے مدہوش پر ہر راہ گیر نثار ہوتا ہے۔

ہاتھوں سے مانگنے والوں کی محتاجی ختم نہیں ہوتی۔ دل پھیلانے والے ایک بار مانگتے ہیں اور عمر بھر بانٹتے ہیں۔ ہوش کا تاج محتاج ہے اور مدہوش کا تاج لامحتاج ہے۔ سُنا ہے جس کو کوئی شکار کرتا ہے اس کو تھیلے میں لے لیتا ہے۔ سُنا ہے جس دل کو جس کی نظر شکار کرتی ہے آغوشِ محبت میں لے لیتی ہے۔ سُنا ہے جو آغوشِ محبت میں پہنچ جاتے ہیں انہیں غم سے نجات ہو جاتی ہے۔ سُنا ہے بچہ ماں کی آغوش میں پہنچنے کے بعد بے غم ہے۔ نہ روزی کی فکر نہ کوئی غم۔ جو اللہ اور اس کے حبیب کی آغوش میں پہنچ جاتے ہیں، سُنا ہے ان کو کوئی پریشانی نہیں۔ ان کے دل کو کوئی غم نہیں۔ سُنا ہے جب



Marfat.com

جمال محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) نصیب ہوجاتا ہے۔ اسے بینائی کی کمی نہیں۔ دنیا میں بھی یار کے شکار کو بڑے اہتمام کے ساتھ کھایا جاتا ہے کہ یار نے شکار کیا ہے۔ سنا ہے نظر محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کے شکاری دل بارگاہِ رب العزت میں پیش ہوتے ہیں اور ان دلوں پر رحمت باری تعالیٰ نچھاور ہوتی ہے۔

سنا ہے شکار ہو جانے والے پرندے کو پانی بھی ملتا ہے اور مصالحہ بھی ملتا ہے۔ وہ دُھلتا بھی ہے اور اُسے مصالحہ بھی لگتا ہے، یہ شکار دل ہیں ان کو محبت کے مصالحے لگتے ہیں، جس کی وجہ سے آنسو نکلتے ہیں۔

اگر کوئی دل محبت باری تعالیٰ، محبت رسول میں مبتلا ہو جائے تو وہ منزل کا مسافر ہے۔ وہ سرتاپا روشن ہے۔ اگر کوئی دل محبت دنیا میں شکار ہو جائے تو وہ سرتاپا اندھیرا ہے۔ وہ اس کی رگ رگ میں اندھیرا کر کے چھوڑے گا۔ اور جو محبت باری تعالیٰ اور محبت رسول میں مبتلا ہے وہ اس کی رگ رگ میں روشنی کر کے چھوڑے گا اگر مسافر نے منزل سے منہ نہ موڑا تو وہ پہنچ کر رہے گا۔ اہل دل جو دیکھتے ہیں وہ ہو کر رہتا ہے۔ اہل عقل کی دید فریب ہے۔ اہل دل کی دید حقیقت ہے۔

(اہلِ دل) محبت والے تنور کے لقمے کم کھاتے ہیں نور کے



Marfat.com

زیادہ کھاتے ہیں۔ عقل والوں کا تنور کا لقمہ طاقت ہے تاکہ وہ مفلوج نہ ہو جائیں اُن کا خون بنتا ہے تو یہ دُنیا کا کام کاج چلتا ہے۔ اگر دنیا والوں کا خون بہہ جائے تو وہ ختم ہو جاتے ہیں اور نور والوں کا نُور چھن جائے تو وہ ختم ہو جاتے ہیں۔

اللہ جو کچھ دے وہ لپک کر لینا چاہیئے خواہ وہ کسی بھی قسم کا بُرقعہ اوڑھے ہوئے ہو یا کیفیت وسرور کا لباس پہنے ہوئے ہو ۔۔۔ عطائے یار لقائے غلام ہے جس کو جو نوازتا ہے پھر اس کو ذلیل نہیں کرتا۔ محبت کر اور اتنی کر کہ تجھے ذات کا احساس نہ رہے جس دن تیری ذات مٹ جائے گی جس ذات میں تیری ذات گرے گی، تو وہی ہو جائے گا۔ بہتا ہوا پانی جس میں گرے گا وہی کہلائے گا۔ سمندر میں گرے گا سمندر ہی کہلائے گا۔ دریا میں گرے گا دریا ہی کہلائے گا۔ نالہ میں گرے گا تو نالہ ہی کہلائے گا۔

ترکھان لکڑی کو خشک کرتا ہے گھڑنے کے لئے اور لوہار لوہے کو تپاتا ہے موڑنے کے لئے۔ محبت شکار کرتی ہے حیات دینے کے لئے زندگی چھیننے کے لئے نہیں۔ آغوش میں لیتی ہے پرواز کرنے کے لئے رینگنے کے لئے نہیں۔ آدمی اس وقت تک آدمی بنے جب تک اس کے دل میں کسی کی لگی نہیں۔ لوہا جب تک لوہا ہے جب آگ میں ڈالا جاتا ہے۔ جس لوہے کو آگ آغوش



Marfat.com

ہیں سے لے وہ لوہا ہوتے ہوئے بھی لوہا نہیں ہوتا۔ رنگ آگ کا ہے ذات لوہے کی ہے۔ جب تک عاشق کسی کے عشق میں ہے وہی ہوتا ہے۔ جب اُس کو باہر نکالا جاتا ہے تو وہ وہی آدمی ہو جاتا ہے۔ جس آگ میں لوہا پڑ جائے وہ آگ اس کے لئے اچھی۔ جس تیشے سے لکڑی ذات پا جائے وہ تیشہ اس کے لئے اچھا، جس تڑپ کے اندر آدمی نجات پا جائے وہ تڑپ اس کے لئے اچھی۔ باتیں بڑی دُور کی ہیں۔ ہماری محفل میں اس قسم کی باتیں ہوتی ہی رہتی ہیں۔

سمندر جب کسی دریا کو اپنی آغوش میں لے لے تو وہ بہت بڑے مدو جزر کا مالک بن جاتا ہے۔ محدود وہ ہے جو حدود کے اندر ہے۔ آگ لوہے کو سُرخ کر کے باہر نکالتی ہے۔ محبت ہر آواز کو اپنے اندر نوری بنا کر نکلتی ہے۔ دریا دریا میں رہے گا تو کناروں میں رہے گا۔ بے کنارا ہونے کے لئے اُسے سمندر کی آغوش میں آنا پڑے گا۔ عقل والے کو بھی لامحدود ہونے کے لئے محبت والے کی آغوش میں جانا پڑے گا۔ عقل کی دنیا میں مر جانے والوں کا تین دن تک ماتم ہے۔ جسم کی اولاد تین دن ماتم کر کے بھول جاتی ہے۔ رُوح کی اولاد قیامت تک نہیں بھولتی۔ رُوح کی اولاد سے انسان اس عالم میں پہنچ کر بھی بے خبر نہیں ہوتا۔ یہیں سے



Marfat.com

نورِ سُول کو پہچانتے ہیں۔

بات یہ ہے کہ پی نہیں چاہنا، چاہت دل سے ہوتی ہے۔ نہ پی چاہتا ہے نہ پی سے چاہا جاتا ہے۔ جب کسی کی جان لینی ہوتی ہے تو چراغ کو لو سے دی جاتی ہے۔ نہیں لینی ہوتی تو بجھا دی جاتی ہے۔ یہ چاہنا اور چاہا جانا تو ازل کی لاج پالنی ہوتی ہے۔ عاشقوں کا بجز اس کے کچھ نہیں کہ وہ ایک دوسرے کا آئینہ ہیں۔ جس میں اپنی صورت دیکھ کر چین حاصل کرتے ہیں۔

اس لئے جو فقرا، اللہ کی محبت کا شکار ہوتے ہیں وہ ہر میں ہر کو پاتے ہیں۔ جو ہر میں ہر کو پاتے ہیں ان کے دل کی حالت نہیں بدلتی خواہ انہیں ہر ہر گالی دے۔ انہیں ہر ہر گالی دیتا ہے لیکن انہیں ہر میں ہر نظر آتا ہے۔ اس کا مزا وہ لے جو مسکراتے گُل میں بھی ہر پائے اور چبھتے خار میں بھی ہر پائے۔ جو محبت بھری نظر اٹھائے وہ اُسے ہر کا جان کر ہر تک پہنچائے گا اور جو اسے ستائے وہ ہر کا بھولا جان کر بھی ہر سے ملا دے گا۔ گل میں ہر ڈھونڈنا آسان ہے۔ لیکن خار میں ہر ڈھونڈنا مشکل ہے۔ جاننے کے باوجود بھی۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے صحابہ کرام نے پوچھا کہ وہ کون سا مقام تھا جہاں آپ کو سب سے زیادہ تکلیف پہنچی۔ آپ



Marfat.com

نے فرمایا: طائف کا۔"

جب آپ سے دوستوں نے کہا کہ انہیں بد دعا دیجئے تو فرمایا مجھ پر وہ دروازہ بند ہو چکا ہے۔ دوست کو راز دے دیتے ہیں۔ اور دشمنوں کو محروم کر دیتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: ان کو نظر دے دے تاکہ مجھے پہچان لیں اور دل دے دے تاکہ مجھے جان لیں۔ اللہ نے وحی بھیجی اور فرمایا یا رحمت اللعالمین یہ تو ازلی بات ہے۔ وہیں سے روحیں عاشق ہو کر چلتی ہیں۔ اہل اللہ کو اللہ تعالیٰ نے یہ توفیق بخشی ہوئی ہوتی ہے کہ ان کی روح اس روح کو پہچان لیتی ہے اور پھر وہ محبت کرتے ہیں۔

رات کے اندھیرے میں چور لوٹتے ہیں اور گناہوں کے اندھیرے میں شیطان لوٹتے ہیں۔ رات کے اندھیروں میں جاگنے والے بیدار کریں اور گناہوں کے اندھیرے میں اہل دل بیدار کریں۔ دنیا کی دوستی کی راہ میں کتے بھونکتے ہیں اور خدا کی دوستی کی راہ میں بندے بھونکتے ہیں اور جو بھونکنے والوں سے ڈر گیا انہوں نے دوست کا دروازہ کیا دیکھنا ہے۔ جنہوں نے آنکھیں لگائیں وہ سونا کیا جائیں۔ آگ کا بنا پانی میں ٹھنڈا ہوا اور عشق کا بنا یار کے جمال میں ٹھنڈا ہو۔ جنہوں نے جسم انگارے دیکھے وہ پانی کے لئے دہائیاں دیں۔ اور جنہوں نے عشق کے جلے دیکھے وہ یار کی دہائیاں دیں۔ آگ



Marfat.com

کے جلوؤں کی زبان ڈبانیاں دے اور عشق کے جلوؤں کا رواں رواں دہائی دے۔

دنیا والے جلے چراغ ڈھونڈتے ہیں تاکہ گھر روشن ہو۔ ایک کی ساری عمر جلنے گزر گئی ایک کی ساری عمر تپتے گزر گئی اور ایک کی ساری عمر بانٹتے گزر گئی۔ یار کے بھید یار ہی جانے۔ کسی کو دکھا کر زبان لی تاکہ منہ سے کچھ نہ بولے۔ کسی کو دکھا کر جہاں میں چھوڑ دیا تاکہ یار کے چرچے کرے۔ کسی کو دکھا کر زبان لی اور کسی کو دکھا کر زبان دی قیس کو پتھر مار کر بھی لیلیٰ کی نظروں میں مقام نہ پایا اور دل جلوں کو جلا کر کسی نے یار کا حضور نہ پایا۔ جن کی زبانیں بولیں ان کا اعتبار مشکل جن کے دل بولیں ان کا راز مشکل۔ اُڑتی نظروں کا بھید مشکل۔

حضرت ابراہیم اللہ کے نبی تھے، دوست تھے، انہیں خلیل اللہ کا نام دیا۔ بیت اللہ شریف جسے خانہ کعبہ کہا جاتا ہے، اس کی دیواروں میں جو پتھر ہیں وہ کسی اور مقام سے نہ آئے تھے۔ بلکہ اسی کعبہ کی پہاڑیوں کے سنگ ریزے تھے۔ جب تک وہ وہاں پہاڑیوں میں پڑے رہے انہیں کسی کی نظر نے انتخاب نہ کیا تھا، وہ ویسے ہی تھے اور جب سنگِ اسود کو اللہ تعالیٰ نے دنیا میں بھیجا اور کعبہ کی دیواروں میں لگا اور جب اللہ کے دوست کی نظر نے اسے منتخب کر لیا تو پھر وہ ایک عالم کی بوسہ گاہ بن گیا۔



Marfat.com

وہ ایک نبی کی نظر کا انتخاب تھا۔ اب جو لب اسے چوم لیتے ہیں، اُن لبوں سے نکلی ہوئی دُعا اللہ تبارک و تعالیٰ قبول فرما لیتے ہیں۔ اگر اُسے حضرت ابراہیم (علیہ السلام) کی نظر نہ چُنتی اور اسی پتھر کو کوئی اور چُن کر کسی اور مقام پر لگا دیتا تو پھر اس کا علم بھی کسی کو نہ ہوتا۔ بعینہٖ اِس بنی نوعِ انسان کے دلوں کا بھی حال ہے۔

جن دلوں کو اللہ تبارک و تعالیٰ کے عاشق چُن لیتے ہیں، وہ دل بارگاہِ رسُول (صلی اللہ علیہ وسلم) میں مقبول ہو جاتے ہیں اور جو دل حضور رسالتِ مآب میں مقبول ہو جاتے ہیں وہ دل اللہ جل شانہٗ کی نظر میں بھی مقبول ہو جاتے ہیں۔ کیونکہ ہر عاشق اپنے محبوب کی پسند کا احترام کرتا ہے۔ اس لئے کوئی عاشق اپنے محبوب کی تردید نہیں کر سکتا اور کوئی اپنی محبت کی تردید پسند نہیں کرتا۔

جب ایک مقبول پتھر کو بوسہ دینے سے زبان کی عظمت بڑھ جاتی ہے اور اس کی نکلی ہوئی آواز مُراد کو پہنچ جاتی ہے تو پھر اس دل کا کیا عالم ہو جو انتخاب کے بعد بول اُٹھے۔ یہاں یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ حضرت ابراہیم سیّدنا نبینا علیہ السلام نے اس پتھر کو اس وقت منتخب کیا کہ جب اللہ کا حکم ہو گیا کہ " اے ابراہیم! آپ انتخاب کرو۔"

اہلِ دل کی نظریں بھی دلوں پر اس وقت اُٹھتی ہیں جب



Marfat.com

فرمادیا جاتا ہے کہ ان میں سے منتخب کرو جو آپ کے ارد گرد جمع رہتے ہیں اور ان دلوں کو ہماری محبت میں اس طرح لگادو جس طرح حضرت ابراہیم علیہ السلام نے سنگِ اسود لگایا تھا۔ جب تک وہ اس میں ہے وہ ایک پتھر ہے جو بوسہ گاہ ہے۔

اس طرح جو دل محبتِ رسول میں محور ہتا ہے اور جو غافل ہو جاتا ہے وہ غافل اور زندیق ہے۔ نصیب والا دل وہ ہے جس کو عشق رسول میں قیام مل گیا اور نصیب والا وہ پتھر تھا جو بیت اللہ میں لگادیا گیا۔

اس لئے اپنے دلوں کو ان دیوانوں کے گرد اگرد رکھو جن کو حکم انتخاب ہے۔ اسی سودے کے دام لگتے ہیں جو خریداروں میں آجاتا ہے جو سودا دکان دار کے گھر میں رہتا ہے اُس کے دام ہوتے ہوئے بھی نہیں ہوتے۔ جو اس کی دکان میں آجاتا ہے اُس کو خریدار کی نظر منتخب کر کے دام تک پہنچا دیتی ہے۔

افلاس ایمان کا گرہن ہے۔ گرہن لگانے والا ہی گرہن کو ہٹا سکتا ہے۔ جس طرح معمولی بیماری بھی بڑے سے بڑے جسم کو کھا جاتی ہے اسی طرح ڈر ہوتا ہے کہ معمولی سا افلاس بھی بڑے سے بڑے ایمان کو کھا نہ جائے۔ برکت عطا فرمائی جائے۔ فراخی کے دروازے کھولے جائیں۔ بعض کپڑے ایسے بھی ہوتے ہیں عالیجاہ! جن کے



Marfat.com

داغ دھوبی کے مسالے سے بھی زیادہ طاقت ور ہوتے ہیں۔ اور کپڑے والے داگر، رئیس ہوتے ہیں تو دھوبی جا کر ان سے دام و درہم مانگ لاتا ہے اور بازار سے جا کر مسالہ خرید لاتا ہے۔ دنیا کے رئیس اس کے دام و درہم اس کی مزدوری سے کاٹ لیتے ہیں۔ لیکن آپ جانتے ہیں، وہ مجبور ہے، معذور ہے۔ وہ تو مالک ہی سے مانگ سکتا ہے۔ بندہ سائل ہے۔ مجبور اور معذور۔ اس کی تو مجال ہی کیا ہے کہ برسوں سے میلا کچیلا دل صاف کر دے۔ جو میری حدِ نظر سے نکل گیا اُس کو تیرے کرم کی بارگاہ میں لے آیا ہوں۔ کرم کی نظر ڈالئے اور اس میل میں روشنی پیدا کیجئے۔ اگر گڈریے سے بیداری کی رفتار چھین لی جائے تو وہ بھیڑوں کی رکھوالی کیسے کر سکتا ہے، بظاہر گڈریئے کی رکھوالی ہے لیکن حقیقت میں تیری نظر کام کر رہی ہے۔

جب دریا کے کنارے ٹوٹ جاتے ہیں، معمولی ٹیلے اس سیلاب کو روک نہیں سکتے۔ بڑے بند کی ضرورت ہے سرکار! اس کو پریشانی سے نجات فقیر کا سکون ہے سرکار، ذات بے چین نہیں، آپ ہی کا دیا ہوا پیار بے چین ہے۔ آپ ہی کی عطا کی ہوئی نظر ہے۔ پیار، پیار کی بارگاہ محروم نہیں ہے، کرم کیجئے!
گدا سمجھتے ہو تو سوال سیکھو۔ زبان دُعا بانٹتی ہے، نظر محبت



Marfat.com

بانٹتی ہے۔ چراغ روشنی بانٹتے ہیں اور روح منزلیں بانٹتی ہے جیسی دکان ہے ویسا مال لے لو۔ کان سمجھتے ہو تو سونا چاندی مانگ لو ــــ چراغ سمجھتے ہو تو روشنی مانگو۔ منزل سمجھتے ہو تو حضور مانگو۔ پیر سمجھتے ہو تو ایمان مانگو۔ جو تمہیں دکان میں نظر آتا ہے اس میں تمہاری طلب ہے۔ نہیں تو ایسی بنی بنائی مل گئی تو ہم نے دوار کھول دیئے۔ پہلے اس میں بھر لو۔ پھر طلب کر لو۔ دام مانگیں گے نہیں۔ خدا تو ہیں نہیں رسول بھی نہیں۔ خدا کی ہم مخلوق ہیں، رسول کے ہم امتی ہیں اور عاشقانِ رسول کے منگتے ہیں۔ مانگنا ہمارا کام ہے۔

جس گھر کا ہم کو پتہ ہے اس کی خبر دینا ہم کو لازم ہے۔ طلب تمہاری ہے۔ آواز تمہاری ہے۔ عطا ان کی۔ جو ہمیں خدا کی طرح با اغنیا سمجھتا ہے۔ سمجھ لو کہ وہ ہوسِ دنیا اور اپنی غرض میں پاگل ہے اور جو ہمیں منگتا سمجھتا ہے سمجھ لو کہ کچھ کچھ ہماری حقیقت سے باخبر ہے اور جو ہمیں صاحبِ عشق سمجھتا ہے سمجھ لو کہ کچھ کچھ اسے اپنی خبر ہے اور جو ہم سے محبت کرتا ہے سمجھ لو کہ اسے ہمارے آئینے میں اپنی صورت نظر آنے لگ گئی اور جس کو ہم پیار کی نظر سے دیکھ لیں جان لو کہ اس آئینے میں ہم نے اپنی صورت دیکھ لی۔ کوئی بھی کسی کو اپنا آئینہ خراب کرنے کی اجازت نہیں دے سکتا۔

پتھر کسی نظر میں منتخب ہو گیا۔ یار کی نظر نے پسند کر لیا، یار



Marfat.com

نے کہہ دیا، میرے گھر میں لگا دے۔ کسی نے چُن لیا اور محبت کی کوٹھڑی میں لگا دیا۔

ہم دعوت کریں گے سب کی انشاءاللہ۔ اگر کر دی تو شاید ان آج کی خواہش نہ رہے اور اگر خواہش نہ رہی تو کون دُنیا کا کام کرے گا اور اگر اس کا تماشا دیکھنا ہے تو ہمیں لکھ کر دے دو۔ ہم سب کی دعوت کر دیں گے۔ ہمیں چولھے کے پاس بیٹھنا نہیں پڑتا۔ باورچی کو نہیں بلانا پڑتا۔ جب ہم دعوت دیتے ہیں تو کہہ دیتے ہیں اپنے گھر والے کو۔ اور جب ہم نے دعوت دے دی۔ پھر کسی کو خواہش نہیں رہے گی۔ میں اپنی اصل ہر ایک کو سمجھا کر جاؤں گا۔ اپنی نعمت میں ہر ایک کو شامل کر کے جاؤں گا۔ اپنی نعمت ہر ایک کو بانٹ کر جاؤں گا۔ اپنا درد ہر ایک کو دے کر جاؤں گا۔

آئینہ اس لئے کہ حسن اپنی حقیقت سے شناسا ہو جائے۔ محبت اس لئے کہ محرم راز ہو جائے۔ ایک کے دل میں سمایا ہو گیا، ایک میں بسا ایمان ہو گیا۔ راہ بھی وہی، مسافر بھی وہی، سفر بھی وہی۔ منزل بھی وہی۔

ہوش تجارت ہے۔ پھر تجارت میں نفع نقصان ہے۔ نفع، جسے لوگ خوشی کہتے ہیں، حقیقت میں غفلت ہے۔ جسے نقصان کہتے ہیں حقیقت میں غم ہے۔ ہوش کی دنیا میں عشق نہیں ہوس



Marfat.com

ہے۔ جب ہوش جاتی ہے تو خبر آتی ہے۔ یہی تو مزاج محبت اور محبت کی فطرت ہے کہ محبوب کے مزاج میں ڈھل جائے اور جو محبوب کے مزاج میں ڈھل جائے حسن بن جاتا ہے اور حسن ان لوگوں کے دلوں میں ہے جو مزاج عشق محمدی میں ڈھلے رہتے ہیں اور یہی حسن ہے اور جو اس کے پیار میں ڈھل جاتے ہیں۔ جس کو محبت رسول ہے وہ جزو رسول ہے اس لئے کہ محبت ذات میں ہے اور جس کو محبت ہے وہ محبت میں شریک ہے اور اس لئے اہل محبت کا بسیرا دلوں میں ہوتا ہے۔ اور اگر دل محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) میں جگہ حاصل کرنا چاہتا ہے تو عشق محمد کی خوشبو اپنے رگ و ریشہ میں محفوظ کرنے دے۔

ثنا بے طلب بھی اسی کی ہوتی ہے جو دل میں ہوتا ہے۔ ثنا ہے اسی کی رضا کی تلاش ہوتی ہے جو دل میں ہوتا ہے۔ یہی تو ایک راہ ہے۔ ہر پیار محبوب کی پسند کی تلاش میں رہتا ہے۔ چونکہ پسند وسیلہ ہے محبوب کی بارگاہ کا۔ جنہیں اللہ تبارک و تعالیٰ کی بارگاہ سے پیار ہوتا ہے وہ پیار کرتے ہیں حضرت محمدؐ سے اور یہی پیار انہیں قرب میں پہنچا دیتا ہے۔

ہوس میں عقل رہبر ہوتی ہے۔ عقل میں اپنی ذات رہبر ہوتی ہے۔ ثنا ہے جس کے گھر میں جانا ہوتا ہے اور وہ سر راہ لینے



Marfat.com

جلا آئے تو جلدی پہنچ ہوتی ہے اور شک وشبہ کے مقام مٹ جاتے ہیں سُنا ہے جب ذات لطیف بُلاتی ہے تو محبت کے پروں میں استقبال ہوتا ہے۔ اور جب پتھروں کو نوازنے پر آئے تو ہیرے بنادے اور جب وہ نوازنے نہ آئے تو ہیروں کی آگ واپس لے کر بے قیمت بنادے۔

سُنا ہے جس پر نوازش ہوتی ہے اُسے محبت سے آباد کرتے ہیں اور جو دل نوازش سے محروم ہوتا ہے اُس میں اندھیرے ہوتے ہیں۔ ان اندھیروں میں ذات کھو دے۔ محبت وہ روشنی ہے جس میں ذات ڈھونڈے۔ آنکھ نے دنیا دیکھی اور دل نے آخرت، جسے آنکھ سے دیکھا اسے دوست بنالیا اور جسے دل سے دیکھا اسے عاشق بنالیا یا محبوب۔

اس دنیا میں (دل کی) دو ہی باتیں ہیں عاشق یا معشوق، جب غیریت مٹ جائے تو راز راز نہیں ہوتے۔ کبھی مل کر رو دیئے کبھی مُسکرا دیئے۔ کبھی رو کر مل گئے کبھی مسکرا کر رُوٹھ گئے۔ بے روزگاروں کی بھی عجیب بستی ہے، جلتی رہتی ہے۔ یہ وہ آگ ہے جب لگتی ہے بھڑکانے کی فکر ہوتی ہے۔ وہ بجھتی ہے تو غم بنتا ہے۔ یہ بھڑکتی ہے تو غم بنتا ہے۔ دریا میں پڑا انسان ایک لہر سے فارغ نہیں ہوتا کہ دوسری سامنے ہے۔ یونہی ان سے اُلجھتا کنارے پر پہنچ



Marfat.com

جاتا ہے۔ محبت کی کشتی ہوتی ہے اور دل سوار ہوتے ہیں۔ اس کے دو ہی کنارے ہوتے ہیں لیکن اس کی سیر وہی کرتا ہے جو محبت کی کشتی میں سوار ہوتا ہے۔ دریا کے پانی کی ٹھنڈک اور مدوجزر سے کشتی کے مسافر آشنا ہوتے ہیں۔

دنیا میں چاہے کسی بڑے سے بڑی دوستی ہو جائے تو منگتے کا ہی منگتا ہے۔ اور اگر اللہ تعالیٰ پردے میں سے تھوڑی سی نظر ڈال دے تو مانگنے نہیں دیتا۔ پانی نمک کو اپنے اندر لے لے تو میرے عزیز نمک کا تو پتہ نہیں لگتا مگر ذائقہ بتائے گا کہ یہ نمک ہے۔ میں نے کسی کو پیار ترک کرنے کو نہیں کہا۔ میرا کپڑا اگر میلا ہو جائے تو اسے پھاڑوں گا نہیں صاف کر کے چھوڑوں گا۔ ہمارا لین دین نظریں کرتی ہیں ہاتھ نہیں کرتے۔ آنکھ کی نظر یہاں کے سیاہ و سفید کو پہچان سکتی ہے اور دل کی نظر عرش تک کی ہر چیز کو دیکھ سکتی ہے۔ ہم خدا سے جدا نہیں ہوتے۔ یہ جتنی دعوتیں میں کھا رہا ہوں تم اس کے گواہ رہنا۔ اس کے بدل میں میں ایک دعوت سب کی کروں گا۔ کھانا کھا بھی نہیں ہو گا اور پیٹ بھر جائے گا۔ اور مہینوں بھوک بھی نہیں لگے گی۔

•

اے اللہ جو مجھ سے محبت کرتے ہیں، عقیدت رکھتے ہیں،



Marfat.com

اُن کے دلوں کو اپنے نُور سے منور کر دے۔ اُن کے دلوں کو اپنی اور
اپنے حبیب پاک کی محبت سے لبریز کر دے۔ اے اللہ! اپنی
کرمی کے صدقے مسلمانانِ عالم پر رحم فرما۔ اُن کو سچا اور پکا مسلمان
بنا اور کفار کی سازشوں سے انہیں محفوظ رکھ۔ اے رب العالمین
اسلام کو کفر پر غالب کر دے اور پوری دنیا میں اس کا بول بالا کر دے۔
اے ربِ کریم! ہم آپ کی بارگاہ میں عاجزی سے حاضر ہیں،
ہمیں اپنے کرم سے نواز، ہمیں اپنے قرب سے نواز اور ہماری
عاجزانہ دُعاؤں کو قبول فرما۔

وصلی اللہ تعالیٰ علیٰ خیر خلقہ سیدنا محمدٍ
وآلہ واصحابہ وازواجہ وذریاتہ واہل بیتہ
اجمعین ۝



Marfat.com

Marfat.com